WWW.AIOURDUBOOKS.NET

برصغیر کی تاریخ کی ایک بہادر اور نڈر
خاتون کے کارناموں پر مشتمل کتاب

چاند بی بی

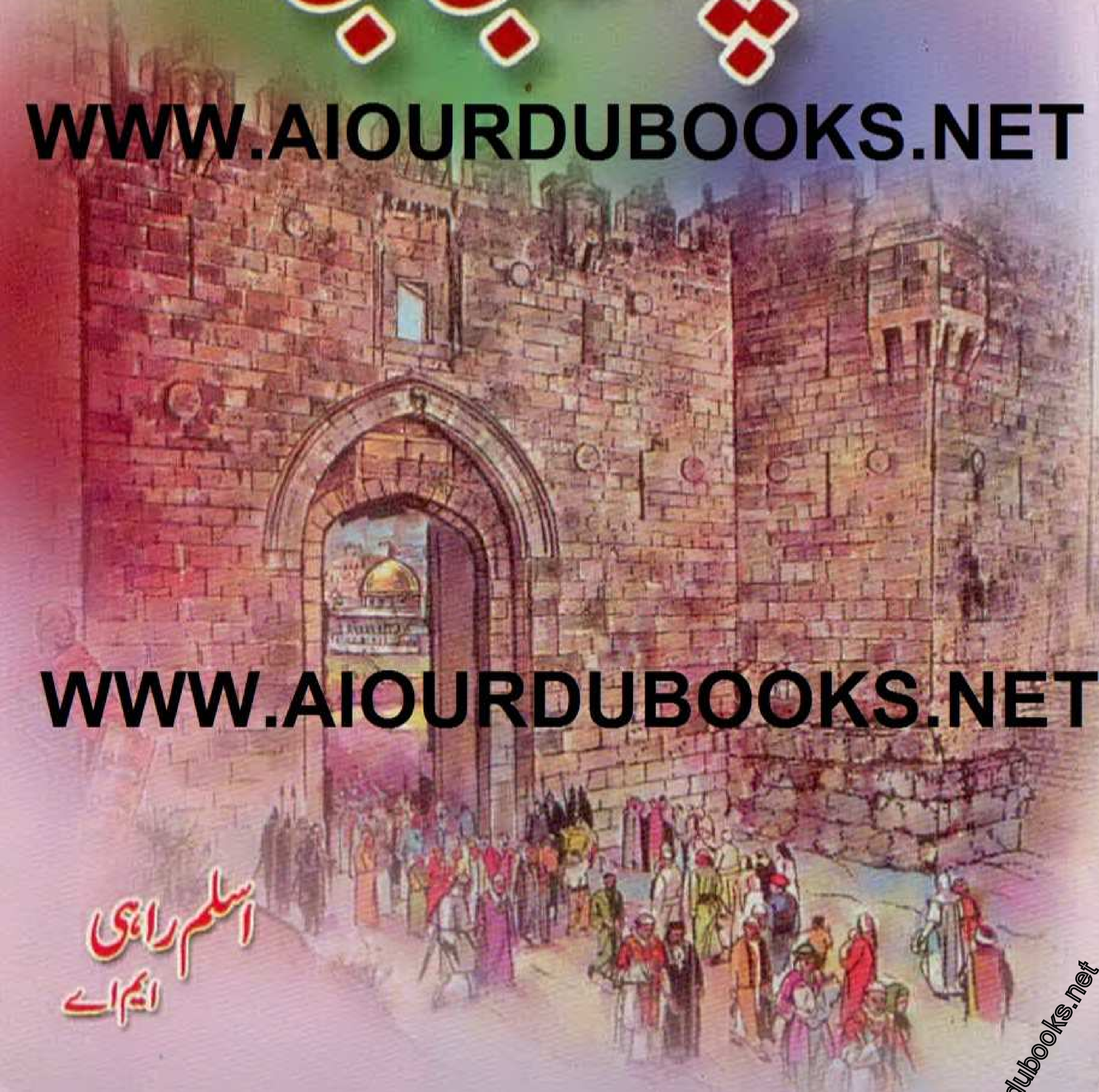

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

اسلم راہی
ایم اے

aiourdubooks.net

عرض ناشر

ادارہ شمع بک ایجنسی کی عرصہ دراز سے یہ کوشش تھی کہ تاریخ پر چھوٹی چھوٹی اور مختصر کتابیں شائع کی جائیں۔ جن سے بچے بوڑھے اور جوان سب ہی استفادہ حاصل کر سکیں۔ مگر مشکل یہ تھی کہ تاریخ پر قلم کس سے اٹھانے کو کہا جائے کیونکہ ہمارے ہاں تاریخ کے نام پر کچھ ایسی کتب ملتی ہیں۔ جن میں سرے سے تاریخ نام کی کوئی چیز نہیں بس قصے کہانیاں یا رومانس بھر دیا گیا ہے۔

ادارہ کی نظر مشہور و معروف تاریخ داں اسلم راہی صاحب پر پڑی اور ہم نے ان سے رابطہ کیا اور مشہور و معروف مسلمان و غیر مسلم تاریخی شخصیات پر قلم اٹھانے کو کہا۔ وہ جلد ہی راضی ہو گئے۔ اور پھر یہ سلسلہ چل نکلا۔ ہم نے قوم کو تاریخ کا اصل چہرہ دکھایا ہے۔ اور تاریخ کو تاریخ ہی پیش کیا ہے۔ نا کہ من گھڑت قصے کہانیاں۔

ہمارے ادارے نے تقریباً 100 کے قریب تاریخی شخصیات پر کتب شائع کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ ان میں مشہور و معروف جلیل القدر سپہ سالار، بادشاہ، جرنیل، فاتح وغیرہ شامل ہیں اور ایسی غیر مسلم شخصیات کو بھی لیا گیا ہے۔ جن کے بغیر تاریخ نامکمل ہے۔ ان میں کچھ شخصیات ایسی بھی ہیں جنہیں پہلی بار کتابی صورت میں شائع کرنے کا اعزاز ہمارے ادارے کو حاصل ہو رہا ہے۔ مشہور و معروف شخصیات مثلاً صلاح الدین ایوبی، حیدر علی، ٹیپو سلطان، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، نور الدین زنگی، محمود غزنوی، موسیٰ بن نصیر،

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکر گزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

الپ ارسلان، ملک شاہ سلجوقی، عماد الدین زنگی، خیر الدین باربروسا وغیرہ اس کے علاوہ چنگیز خان، ہلاکو خان، ہیلن آف ٹرائے، نپولین بوناپارٹ، سکندر اعظم، ہٹلر وغیرہ جیسی شخصیات کو بھی شامل کیا ہے۔ ہماری اس تاریخی سلسلے کی فہرست کافی طویل ہے۔

ہمارے ادارے نے وطن عزیز کے طالبعلموں کو تاریخ کی طرف لانے کی جو کوشش کی ہے اس میں ہمیں آپ کے تعاون کی سخت ضرورت ہے۔ اور ساتھ ہی ہم حکومت پاکستان سے بھی یہ گزارش کریں گے کہ وہ اس تاریخی سلسلے کو اسکولوں اور کالجوں کی سطح پر **سلیبس** کے طور پر شامل کرے۔

اسلم راہی صاحب کے خیالات سے آپ اختلاف تو کر سکتے ہیں مگر انکار نہیں۔ اختلاف کرنا ہر آدمی کا حق ہے اور ضروری نہیں کہ ہمارا ادارہ بھی مصنف کے تمام خیالات سے متفق ہو۔

مگر مصنف نے جس طرح تاریخ کو کھنگال کر مختصر صفحات میں پیش کیا ہے۔ اس کے لیے یہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ہم تاریخ سے منہ نہیں موڑ سکتے ہمیں تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ خدا کرے کہ ہم میں پھر صلاح الدین ایوبی، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، حیدر علی، ٹیپو سلطان اور نور الدین زنگی جیسی شخصیات جنم لیں۔ جو قومیں تاریخ سے سبق حاصل نہیں کرتیں، جو قومیں تاریخ کو پیچھے چھوڑ دیتی ہیں، جو قومیں تاریخ کو گزرا ہوا کل کہہ کر رد کر دیتی ہیں۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں۔ تباہی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ آیئے ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

خالد علی

aiourdubooks.net

چاند بی بی 1550ء میں احمد نگر میں پیدا ہوئی۔ باپ کا نام حسین نظام شاہ تھا جو احمد نگر کا حکمران تھا ماں کا نام ملکہ خونزہ تھا۔ اس کی شادی صرف چودہ سال کی عمر میں بیجاپور کے حکمران علی عادل شاہ سے ہوئی۔ شادی جن حالات میں ہوئی وہ بھی عجیب وغریب تھے، اس لئے کہ دونوں سلطنتوں کے درمیان انتہا درجہ کی عداوت اور دشمنی تھی۔ چاند بی بی کو دونوں مملکتوں کے درمیان دشمنی اور عداوت ختم کرنے کے لئے ایک پل مصالحتی راستے کے طور پر استعمال کیا گیا۔
چاند بی بی کے حالات تفصیل سے لکھنے سے پہلے ان دونوں مملکتوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ایک مملکت جو احمد نگر کی مملکت تھی وہ چاند بی بی کا میکہ تھی اور دوسری مملکت جسے بیجاپور کی عادل شاہی مملکت کہا جاتا ہے وہ چاند بی بی کی سسرالی مملکت تھی۔

جہاں تک بیجاپور کی عادل شاہی مملکت کا تعلق ہے تو اس سلطنت کا بانی ایک شخص یوسف تھا۔ اس یوسف سے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ترکی کی عثمانی

aiourdubooks.net

سلطنت کے سلطان مراد کا بیٹا تھا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ سلطان مراد کا بڑا بیٹا سلطان محمد اپنے باپ کا جانشین ہوا اور ترک سلطنت کا حکمران بنا۔ سلطان کی علم دوستی ہنر پروری پوری دنیا میں ایک طرح سے ضرب المثل تھی۔ سلطان کے اوصاف کی وجہ سے لوگ رطب اللسان رہتے تھے مشہور ایرانی شاعر مولانا فضل الرحمٰن جامی نے بھی سلطان کی تعریف میں قصیدے لکھے تھے۔

حکمرانوں کو اکثر و بیشتران کے مشیر ہی راہ راست سے ہٹاتے ہیں چنانچہ سلطان محمد کی تخت نشینی کے بعد ارکان سلطنت اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان کو مشورہ دیا کہ مرحوم سلطان کے عہد حکومت میں ایک شخص نے سلطنت کا دعویدار ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے سلطنت کے اندر فتنہ فساد کا بازار گرم ہو گیا تھا اور سلطنت کے اس جھوٹے دعویدار کی وجہ سے حکومت کی بنیادیں کھوکھلی ہو گئی تھیں آخر کار بڑی مشکلوں اور مصیبتوں سے اس فتنے کا خاتمہ کیا گیا اس لئے اب مناسب یہی ہے کہ سلطان اپنے ولی عہد کے علاوہ تمام عثمانی شہزادوں کو تہہ تیغ کرا دے تا کہ ملک میں آئندہ کوئی فتنہ اور فساد برپا نہ ہو۔

سلطان ایسا نہیں چاہتا تھا لیکن اپنے اراکین کے برابر اس بات پر زور دینے سے آخر اس نے ان کے مشورے پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا اس کا ایک چھوٹا بھائی تھا نام اس کا یوسف تھا چنانچہ اس کے قتل کے بعد ہی سلطنت میں کوئی فتنے فساد کی جڑ باقی نہ رہتی تھی۔

جب یہ فیصلہ کیا گیا تب شاہی درباری امراء شاہی حرم سرا کے

aiourdubooks.net

دروازے پر آئے تاکہ بے گناہ یوسف کو قتل کر کے اس کی لاش کو باہر لائیں اور رعایا کو یہ بتائیں کہ سلطان کے بعد اور ولی عہد کے علاوہ کوئی ایسا شخص موجود نہیں رہا جس کی رگوں میں عثمانی خون دوڑ رہا ہو جو عثمانی سلطنت کا دعویدار ہو۔

سلطان کی ماں کو اپنے چھوٹے بیٹے یوسف سے بہت محبت تھی جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو وہ حرم سرا کے دروازے پر آئی اور اس نے بڑی عاجزی اور منت سماجت سے امراء سے کہا۔

اس معصوم اور کمسن شہزادے کو قتل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں اگر مصلحت اسی میں ہے تو ایک دن کی مہلت دی جائے تاکہ میں رات بھر ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والے اپنے جگر گوشے کو دیکھتی رہوں۔

چنانچہ ان امراء نے ملکہ کی اس درخواست کو قبول کرنے میں کوئی قباحت نہ دیکھی اور شہزادہ یوسف کے قتل کو اگلے دن اٹھا رکھا اور حرم سرا کے دروازے سے لوٹ گئے۔

ان امراء کے چلے جانے کے بعد سلطان کی والدہ نے ایک شخص عماد الدین محمود کو طلب کیا جو گرجستان کا رہنے والا تھا اور سوداگری کرتا تھا۔ مختلف اشیاء ایران ہندوستان لے جایا کرتا تھا اسے طلب کرنے کے بعد سلطان کی ماں نے اس سے کہا اگر تمہارے پاس چند غلام ہوں جنہیں تم فروخت کرنا چاہتے ہو تو ان سب کو لے کر میرے پاس آؤ۔

سوداگر عماد الدین گرجستانی سلطانہ کا بڑا نمک خوار اور معتمد تھا۔ وہ چند غلام

aiourdubooks.net

لے کر سلطانہ کی خدمت میں حاضر ہوا سلطانہ نے ان میں سے ایک غلام کا انتخاب کیا جو اس کے بیٹے یوسف کے قد کاٹھ کے برابر تھا اور حلیے میں بھی تقریباً اس سے ملتا جلتا تھا۔

اس غلام کا انتخاب کرنے کے بعد سلطانہ نے عماد الدین کو سارا واقعہ سنایا اور بتایا کہ کس طرح امراء یوسف کو قتل کرنے کے درپے ہیں چونکہ سلطانہ کے عماد الدین پر بڑے احسانات تھے اس لئے اس نے حق نمک کا احساس کرتے ہوئے یوسف کی جان بچانے کا تہیہ کر لیا۔

سلطانہ نے اسے مشورہ دیا کہ وہ یوسف کو اپنے غلاموں میں شامل کر کے اسے جلد از جلد عثمانی سلطنت سے نکال کر لے جائے اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوا تو سلطانہ اسے مالا مال کر دے گی۔

چنانچہ وہ سوداگر ایسا کرنے پر تیار ہو گیا غلام اس نے سلطانہ کے حوالے کر دیا اور اس کے بیٹے یوسف کو اپنے ہمراہ لیا اور راتوں رات ایک قافلے کے ساتھ قسطنطنیہ سے نکل کر بغداد کی راہ لی۔

سوداگر عماد الدین یوسف کو لے کر ساوہ شہر پہنچا وہاں ہی اس کے اہل خانہ تھے اس نے یوسف کو بھی اخفائے راز کی سختی سے تاکید کی اور اپنے بیٹوں کے ساتھ اسے بھی مکتب میں داخل کرا دیا اس طرح یوسف کی تعلیم و تربیت بہترین انداز میں ہونے لگی۔

بدقسمتی یوں ہوئی کہ دوسرے سال سلطانہ جب اپنے بیٹے کی جدائی سے بے حد بے قرار ہوئی تب اس نے اپنے ایک قابل اعتبار ملازم کو یوسف کے

aiourdubooks.net

حالات سے باخبر ہونے کے لئے ساوہ روانہ کیا سلطانہ کا ملازم ساوہ پہنچا تو اس نے شہزادے کو آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا اور اس کی تعلیم و تربیت اور صحت کی عمدگی کے بارے میں سلطانہ کو خوشخبری سنانے کے لئے واپس ہوا۔

لیکن جب وہ سکندریہ پہنچا تو وہاں وہ ایک مرض میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور تقریباً ڈیڑھ سال تک سکندریہ ہی میں پڑا رہا تیسرے سال جا کر وہ کہیں قسطنطنیہ پہنچا اور سلطانہ کو اس کے بیٹے یوسف سے باخبر کیا اس طرح سلطانہ اپنے جگر گوشے کے حالات سن کر بے انتہا خوش ہوئی۔

اس کے کچھ ہی عرصہ بعد بدقسمتی نے اپنا رنگ دکھایا اس طرح کہ سلطانہ نے اپنے بیٹے یوسف کی دائی اس کے بیٹے غضنفر اور بیٹی دلشاد کو گراں قدر سازو سامان، اعلیٰ اور نفیس تحفے تحائف کے ساتھ چوری چھپے اپنے بیٹے کے پاس ساوہ کی طرف روانہ کیا۔

ان دنوں تاجر عمادالدین اپنے تاجرانہ کاروبار کے سلسلے میں ہندوستان گیا ہوا تھا۔ اس لئے راز کی پوری طرح حفاظت نہ ہو سکی۔ عمادالدین کے گھر والوں نے غضنفر اور اس کی بہن دلشاد کی باتوں اور اعمال سے اصل معاملے کو بھانپ لیا اتنے عرصے کا پوشیدہ راز لمحوں کے اندر فاش ہو گیا ہوتے ہوتے یہ خبر ساوہ کے حاکم تک پہنچی جس کا نام تو لیوتر کمانی تھا۔

ساوہ کے حاکم نے مال و دولت کے لالچ میں غضنفر سے چار سو تومان حاصل کیے اس واقعہ کے کچھ دن پہلے یوسف اور ساوہ کے حاکم کے رشتے دار میں رنجش

aiourdubooks.net

پیدا ہو گئی تھی ان دونوں وجوہات کی بناء پر یوسف نے وہاں رہنا مناسب نہ سمجھا اور قم شہر کی طرف چلا گیا اس نے یہ عہد کیا کہ سادہ میں جب تک موجودہ حکمران صاحب اقتدار رہے گا وہ اس شہر میں نہ جائے گا۔ قم سے وہ شیراز پہنچا کچھ دنوں بعد اسے خبر ملی کہ ساوہ کا حکمران معزول کر دیا گیا ہے تو یہ سن کر یوسف نے ساوہ جانے کا ارادہ کیا۔

اپنے تحفظ کی خاطر اس نے اپنا یہ ارادہ ملتوی کرتے ہوئے ہندوستان جانے کا رخ کیا۔ چنانچہ وہ ہندوستان کی بندرگاہ مصطفیٰ آباد پہنچا۔ مصطفیٰ آباد سے یوسف نے احمد آباد کا رخ کیا اس وقت تک اس کی عمر سترہ برس کی ہو چکی تھی اس کے چہرے پر ابھی داڑھی نہیں آئی تھی احمد آباد سے وہ بیدر پہنچا اور بیدر پہنچنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہاں کا بادشاہ ترک غلاموں کے زیر اثر ہے اور سلطنت کے تمام امور انہی کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں۔

یوسف کی خوش قسمتی کہ تاجر عماد الدین بھی وہاں پہنچ گیا لہٰذا یوسف نے عماد الدین سے درخواست کی کہ اسے بھی بادشاہ کے ترکی غلاموں میں داخل کروا دیا جائے اس لئے کہ عماد الدین کے تعلقات وہاں کے حکمرانوں سے اچھے تھے۔

چنانچہ جب عماد الدین نے وہاں کے نظام شاہ بہمنی اور اس کی والدہ مخدومہ جہاں سے یوسف کے حالات کا ذکر کیا چنانچہ سب کچھ ظاہر کرنے کے لئے یوسف کو عماد الدین سے خرید ا گیا اور یوں یوسف شاہی ترک غلاموں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔

aiourdubooks.net

آہستہ آہستہ اپنی نیک نیتی اور محنت سے ترقی کرتے ہوئے یوسف شاہی ترکی غلاموں کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد سلطنت کے اصطبل کے داروغہ کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا وہ خود بھی ترک تھا لہٰذا یوسف کو پسند کرنے لگا اس کے نائب کی حیثیت سے یوسف داروغہ اصطبل کے فرائض انجام دینے لگا۔ یوسف کی خوش قسمتی کہ داروغہ اصطبل جس کا نام عبدالعزیز تھا اس نے شاہی اصطبل کے سارے کام یوسف کو ہی سونپ دیئے تھے چنانچہ کچھ ہی عرصے بعد عبدالعزیز جب بیمار ہو کر فوت ہو گیا تو یوسف سلطنت کا داروغہ اصطبل مقرر ہو گیا۔

لیکن داروغہ اصطبل کی خدمات انجام دیتے ہوئے وہاں ایک شخص باہمن نامی سے یوسف کے تعلقات خراب ہو گئے جس کی بناء پر یہ عہدہ ترک کر دیا اور وہاں کے ترکوں کے سب سے بڑے امیر نظام الملک سے وابستہ ہو گیا۔ نظام الملک یوسف سے ایسا متاثر ہوا اور اس کی کارکردگی کو ایسا پسند کیا کہ وہ اسے اپنا بھائی کہنے لگا اور ہر وقت اسے اپنے ساتھ رکھتا اسی زمانے میں نظام الملک کو برار کا حاکم مقرر کیا گیا اس نے یوسف کے مرتبے میں اضافہ کر دیا اس کی سفارش سے یوسف کو عادل خان کا خطاب شاہی دربار سے عنایت ہوا چنانچہ نظام الملک کے ساتھ یوسف برار چلا گیا۔

نظام الملک نے برار پہنچ کر کچھ باغیوں کی سرکوبی کی اور لگاتار مہموں کے دوران ایک روز ایک راجپوت سپاہی کے ہاتھوں مارا گیا نظام الملک کی موت کی وجہ سے باہمنی لشکر میں سخت بے چینی پھیل گئی لیکن یوسف نے ہمت نہ ہاری اور

aiourdubooks.net

حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا اس نے ہندوؤں کے گروہ کو تہس نہس کر دیا قلعے کو مضبوط اور مستحکم کیا اور تمام مال غنیمت ہاتھی اور گھوڑے وغیرہ لے کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بادشاہ محمد شاہ تھا اس نے یوسف عادل کی بڑی عزت افزائی کی اور ایک ہزاروی منصب دے کر لشکر میں شامل کر لیا۔

اس کے بعد یوسف کی قسمت کا ستارہ روز بروز درخشاں ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ اس کا شمار خاص الخاص اراکین سلطنت میں ہونے لگا اور اسے ایک طرح سے بیجاپور کا حاکم مقرر کر دیا گیا اس عہدے پر فائز ہونے کے بعد یوسف نے ملک کا انتظام بڑی عمدگی سے کیا اس نے اپنے گرد ایک لشکر جرار جمع کیا اس زمانے میں محمد شاہ باہمنی رحلت کی اور پایۂ تخت میں انتشار پیدا ہو گیا اور فتنہ فساد کا بازار گرم ہو گیا یوسف عادل نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے لشکر کو پہلے سے کہیں زیادہ منظم اور مرتب کیا۔ سپاہیوں کی تعداد میں اضافہ کیا بہت سے لڑکوں کو اپنے لشکر میں شامل کرنے کے بعد اس نے مزید ترکوں اور مغلوں کو مختلف علاقوں سے بیجاپور بلا کر اپنی طاقت میں اضافہ کر لیا اس طرح وہ بیجاپور کا خود مختار حکمران بنا یہی بیجاپور کے عادل شاہی حکمرانوں کا جد امجد تھا اور اس نے عادل شاہی خاندان کی بنیاد ڈالی۔

یوسف کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل بیجاپور کا حکمران بنا اس کے بعد اس کا بیٹا ملو عادل شاہ حاکم بنا ملو عادل شاہ کے بعد ابراہیم عادل شاہ حکمران ہوا اور ابراہیم عادل شاہ کے بعد علی عادل شاہ بیجاپور کا حکمران ہوا اور اسی عادل شاہ سے چاند بی بی کی شادی ہوئی تھی۔

aiourdubooks.net

عادل شاہ نے تخت نشین ہونے کے بعد احمد نگری سلطنت کے دو قلعوں کلیان اور شولا پور پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

احمد نگر کا حکمران اس وقت حسین نظام تھا اور یہی حسین نظام چاند بی بی کا باپ تھا۔ حسین نظام شاہ کے خاندان کے حکمران بننے کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اس خاندان کا جد امجد ایک شخص احمد نظام شاہ تھا اس احمد نظام شاہ کا جد اعلیٰ بیجانگر کا ایک براہمن تھا جس کا نام تیا بہت تھا اور اس کے باپ کا نام بھر تھا۔

احمد شاہ باہمنی کے عہد حکومت میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اس نے مشرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام ملک حسن رکھ لیا تھا یہی ملک حسن اپنی ذاتی صلاحیتوں کی وجہ سے شاہی غلاموں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ سلطان احمد شاہ باہمنی نے جب دیکھا کہ ملک حسن بہت ہی دانش مند اور صاحب عقل ہے نیز ہندی زبان کا بردست ماہر ہے تو اس نے یہ غلام اپنے بیٹے محمد شاہ کو عنایت کر دیا تھا۔

ملک حسن محمد شاہ کے ساتھ مکتب میں جانے لگا کچھ ہی عرصہ بعد اس نے فارسی خط و کتابت میں بڑی مہارت حاصل کر لی اور محمد شاہ ملک حسن کو بحری کے نام سے پکارنے لگا پھر آہستہ آہستہ یہی محمد شاہ اپنے بچپن کے زمانے میں ملک حسن کو بحری کی جگہ برلو کہنے لگا۔ لہٰذا بعد از اں یہی لقب خاص و عام میں مشہور ہو گیا۔

جب احمد شاہ باہمنی کا انتقال ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنا تو اس

aiourdubooks.net

نے اپنے عہد حکومت میں ملک حسن پر بڑی مہربانیاں کیں اور اسے اپنے مقربین خاص میں شامل کرلیا اور اسے امیر شکار کا عہدہ عطا کیا رفتہ رفتہ ملک حسن کے اقتدار اور عزت میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اسے نظام الملک کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔

سلطان محمد شاہ کے انتقال کا وقت آیا تو اس نے اپنی وصیت میں لکھا کہ اس کے بعد اس کا بیٹا محمود شاہ حکمران ہوگا اور ملک حسن اس کا وکیل سلطنت کے منصب جلیلہ پر فائز ہوگا چنانچہ ملک حسن نے محمود شاہ کے دور میں کچھ علاقوں کو فتح کر کے وہاں اپنے بیٹے احمد کو حاکم مقرر کیا۔

اسی دوران ملک حسن کا مرہٹوں کے ساتھ ٹکراؤ ہوگیا۔ مرہٹوں نے ایک طرح سے نافرمانی کا اظہار کیا تھا جس پر ملک حسن کے بیٹے ملک احمد نے مرہٹوں کے خلاف قوت استعمال کی اور انہیں زیر کرنے کے لئے ان کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا ان میں زیادہ اہم بیٹر کا قلعہ تھا یہ قلعہ پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر تھا اہل قلعہ محاصرے کی طوالت سے بڑے پریشان ہوئے۔

آخر کار جب چھ مہینے گزر گئے تو صبر کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور مجبوراً تلوار اور کفن سے آراستہ ہو کر قلعے کی چابیاں ہاتھ میں لے کر ملک احمد کے پاس آئے۔ ملک احمد کے لشکریوں نے قلعے پر حملہ کردیا اور جب مسلمان لشکری قلعے میں داخل ہوئے تو قلعے سے ایک خاصا بڑا خزانہ ملک احمد کے ہاتھ لگا۔

یہ رقم مل جانے پر ملک حسن کا بیٹا ملک احمد بے حد خوش ہوا اور اس نے

aiourdubooks.net

اپنے لشکریوں اور امراء میں یہ رقم تقسیم کر کے ایک طرح سے انہیں اپنے حق میں کرلیا تھا۔

اس کے بعد محمود شاہ کے زمانے میں ہی ملک حسن کے بیٹے ملک احمد نے بہت سے علاقوں کو فتح کر کے محمود شاہ کی سلطنت میں شامل کیا جن میں تنگی ترونی، کندھا پور، پورند، پراب، چندول، گردرک اور ماہولی کے مقامات بڑے اہم تھے۔

اسی دوران ملک حسن جسے نظام الملک کا خطاب ملا تھا وہ فوت ہو گیا اس کا بیٹا ملک احمد اپنے باپ کی رسومات سے فارغ ہو کر راج مندری کے قلعوں کی طرف توجہ دی جہاں طاقتور راجہ حکمران تھے ملک احمد ان پر چڑھ دوڑا اور اپنی جرأت مندی اور بہادری سے ان قلعوں کو فتح کیا۔

اور پھر محمود شاہ کے مارے جانے کے بعد ملک حسن کا یہی بیٹا جس کا نام احمد تھا وہ احمد نظام کے نام سے حکمران بنا حکمران بنتے ہی اس نے اپنے نام کے سکے اور خطبہ جاری کیا ٹپکا پور کا ایک قصبہ اس نے خصوصیت کے ساتھ عالموں اور مذہبی راہنماؤں کے لئے وقف کر دیا اس طرح یہ احمد نظام مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

اسی احمد نے ہجری 900ء میں احمد نگر شہر کی بنیاد رکھی اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ احمد نظام نے نجومیوں کی بتائی ہوئی مبارک ساعت باغ نظام کے سامنے نہر سینا کے کنارے پر ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی۔ احمد نظام نے سن رکھا تھا کہ گجرات کا شہر احمد آباد وہاں کے حکمران احمد شاہ گجراتی نے تجویز کیا تھا اور اس کی

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ: www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

وجہ یہ تھی کہ بادشاہ کا نام بھی احمد تھا اس کے وزیر اور قاضی دونوں کے نام بھی احمد ہی تھے۔

یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ پیش آ رہا تھا احمد نظام کا نام احمد تھا احمد نظام نے جو اپنا وزیر چنا اس کا نام بھی احمد تھا اور جو قاضی مقرر کیا اس کا نام بھی چونکہ احمد تھا لہٰذا اس شہر کا نام اس نے احمد نگر رکھا اور یہی احمد نگر نظامیوں کا مرکزی شہر بنا۔

احمد نظام کے بعد اس کا بیٹا برہان نظام، احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام کے بعد اس کا بیٹا حسین نظام، احمد نگر کا حکمران بنا یہی حسین نظام چاند بی بی کا باپ تھا۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

بیجاپور کے حکمران علی عادل شاہ نے چاند بی بی کے باپ اور احمد نگر کے حکمران حسین نظام سے اس کے دو قلعوں کی واپسی کا مطالبہ کیا ایک قلعے کا نام کلیان اور دوسرے کا نام شولا پور تھا چنانچہ علی عادل شاہ نے سید علی نامی ایک شخص کو قاصد بنا کر چاند بی بی کے باپ حسین نظام کے پاس بھیجا اور اس کے نام ایک خط روانہ کیا اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

"ہم اہم اور ضروری امور میں جنگ یا غفلت سے کام لینا کسی بھی طرح مناسب نہیں خیال کرتے اگر آپ عاقبت اندیشی اور انجام بینی کو مدنظر رکھ کر کلیان اور شولا پور کے قلعے ہمیں دے دیں تو بہتر ہوگا ایسی صورت میں ہم میں خوشگوار دوستانہ مراسم پیدا ہو جائیں گے بصورت دیگر آپ یقین کیجئے کہ میرا لشکر آپ کی رعایا اور آپ کے ملک کا برا حال کر دے گا اور ایک فتنہ عظیم برپا ہو جائے گا۔"

بیجاپور کے حکمران علی عادل شاہ کا یہ پیغام جب چاند بی بی کے باپ حسین شاہ کو ملا تو حسین شاہ اس خط کا مضمون پڑھ کر بے حد برہم ہوا اور اس نے جواب

aiourdubooks.net

میں علی عادل شاہ کے بارے میں اس سے بڑھ کر سخت زبان اور الفاظ استعمال کیئے چاند بی بی کے باپ حسین نظام کا یہ جواب پا کر علی عادل کو بھی تاؤ آ گیا اور اس نے اپنے جھنڈے کا رنگ بدل لیا پہلے اس کی سلطنت کے جھنڈے کا رنگ زرد تھا اب حسین نظام شاہ کی طرح اس نے اپنے جھنڈے کا رنگ سبز کر لیا چاند بی بی کے باپ کو حسین نظام شاہ کہتے تھے لہٰذا انہیں نظام شاہی بھی تاریخ کے اوراق میں لکھا گیا چنانچہ جب علی عادل شاہ کی اس حرکت کا علم حسین نظام شاہ کو ہوا تو اسے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا ساتھ ہی وہ اپنی تیاریاں بھی کرنے لگا۔

دراصل دکن میں یہ رسم تھی کہ ایک فرماں روا کا نشان دوسرا اختیار نہیں کر سکتا تھا اور جو ایسا کرتا تھا اس کا مقصد فتنہ اور فساد برپا کرنا ہوتا تھا چنانچہ علی عادل شاہ کی اس حرکت سے چاند بی بی کا باپ بڑا پریشان ہوا ساتھ ہی علی عادل شاہ نے اس کے باپ کی طرف یہ بھی پیغام بھجوایا۔

"اگر تم میں ہمت ہے تم اپنا نشان مجھ سے چھین لو۔"

اب چاند بی بی کا باپ اپنے لشکر کی تیاری کرنے لگا اس نے لشکر میں اضافہ کیا دوسری طرف چاند بی بی کے باپ پر حملہ آور ہونے کے لئے جہاں علی عادل شاہ کے پاس ایک خاصا بڑا لشکر تھا وہاں اس نے ایک ہندو راجہ رام راج کو بھی اپنی مدد کے لئے طلب کر لیا اور پھر اسے ساتھ لے کر احمد نگر پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ رام راج بیجا نگر کا راجہ تھا۔

عادل شاہ اور رام راج ایک بہت بڑا لشکر لے کر جب احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے تو چاروں طرف انہوں نے تباہی اور بربادی کا کھیل کھیلنا شروع

aiourdubooks.net

کر دیا احمد نگر سے لے کر دولت آباد تک جس قدر علاقہ تھا اس کے اندر انہوں نے تباہی اور بربادی کا بازار گرم کر دیا۔ رام راج بیجا نگر کے ہندوؤں کا سر کردہ اور ان کا نمائندہ تھا اور وہاں کے ہندو ایک عرصے سے ایک ایسے موقعے کی تلاش میں تھے کہ جی کھول کر وہاں کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کریں اس لئے کہ وہ علاقے پہلے ان کے تھے جن پر مسلمان قابض ہو گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ ان علاقوں کے مسلمانوں کو جی بھر کے لوٹیں اور ان کی خوشیوں کو مٹی میں ملا دیں۔

چنانچہ مسلمانوں کو لوٹنے اور ان کی دل شکنی کرنے کے لئے علی عادل شاہ کے لشکر میں رام راج کے ماتحت جو ہندو لشکری تھے انہوں نے راستے میں پڑنے والی مسجدوں کو نذر آتش کر دیا چاند بی بی کے باپ حسین نظام کو جب اس فتنے کی خبر ہوئی تو اسے بڑا دکھ ہوا اس نے جب اپنے مخبروں سے یہ اطلاعات حاصل کیں کہ علی عادل شاہ اور رام راج کے پاس کس قدر لشکر ہے تب اس کی ہمت جواب دے گئی اس لئے کہ لشکر کی جو تعداد بتائی گئی تھی اس کا مقابل کسی بھی صورت چاند بی بی کا باپ حسین نظام نہیں کر سکتا تھا چنانچہ حسین نظام نے اسی میں اپنی عافیت سمجھی کہ علی عادل شاہ اور رام راج سے صلح کر لے اس نے تیز رفتار قاصد ان کی طرف بھجوائے اور کلیان نام کا قلعہ اس نے علی عادل شاہ کے حوالے کرنے کی پیشکش کر دی۔

اس طرح یہ جنگ ملتوی ہو گئی اور ایک قلعہ حاصل کرنے کے بعد علی عادل اور رام راج واپس چلے گئے۔

اسی دوران ایک اور بڑا واقعہ پیش آیا ہوا یوں کہ احمد نگر کے حکمران حسین

aiourdubooks.net

نظام نے اپنی بڑی بیٹی اور چاند بی بی کی بڑی بہن بی بی جمال کی شادی گولکنڈہ کے ایک حاکم قطب شاہ کے ساتھ کردی بیجاپور کا بادشاہ علی عادل شاہ قطب شاہ کو پسند نہیں کرتا تھا لہٰذا یہ خبر سن کر وہ برہم ہوا اور ایک بار پھر اس نے چاند بی بی کے باپ کو سزا دینے کے لئے احمد نگر پر حملہ آور ہونے کا تہیہ کرلیا۔

اس بار بھی اپنی مدد کے لئے علی عادل شاہ نے بیجانگر کے راجہ رام راج کو اپنے ساتھ لیا دراصل علی عادل شاہ پہلے ہی جنگ کا بہانہ ڈھونڈ رہا تھا چاند بی بی کی بڑی بہن کی شادی کا ایک بہانہ بن گیا، چنانچہ علی عادل شاہ اور رام راج فوراً پچاس ہزار سواروں اور دو لاکھ پیادہ لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

حسین نظام کی بیٹی بی بی جمال کے شوہر قطب شاہ نے اس موقع پر پیر حسین نظام کا ساتھ دینے کا تہیہ کیا لیکن جب علی عادل شاہ اور رام راج اپنا لشکر لے کر آئے اور قطب شاہ کو خبر ہوئی کہ اتنے بڑے لشکر کا تو وہ مقابلہ کر ہی نہیں سکتا تب آدھی رات کے وقت وہ حسین نظام شاہ کے لشکر سے نکل کر بھاگ نکلا اور علی عادل شاہ سے جاملا۔ چنانچہ جب سورج طلوع ہوا اور چاند بی بی کے باپ کو پتا چلا کہ قطب شاہ تو آدھی رات کے وقت ہی بھاگ گیا تھا اور اس کا ساتھ چھوڑ گیا ہے چنانچہ جس جگہ اس نے علی عادل شاہ سے ٹکرانے کا عزم کیا تھا وہاں سے وہ اپنا لشکر لے کر پلٹا اور اپنے مرکزی شہر احمد نگر کی طرف چلا گیا۔

علی عادل شاہ اور رام راج حسین نظام شاہ کے پیچھے لگ گئے چاند بی بی کا باپ تو اپنے مرکزی شہر احمد نگر میں جا کر محصور ہو گیا جبکہ علی عادل شاہ اور رام راج نے آگے بڑھ کر احمد نگر کا محاصرہ کرلیا چنانچہ علی عادل شاہ اور رام راج کے پہنچنے

aiourdubooks.net

سے پہلے ہی حسین نظام شاہ اپنے دارالحکومت احمد نگر کو اپنے لشکر اور سالاروں کے حوالے کرنے کے بعد خود اپنے اہل خانہ کو لے کر جنیر کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

احمد نگر کے محاصرے کے دوران بیجا نگر کے ہندوؤں نے مسلمانوں پر اپنے ظلم و ستم کی انتہا کر دی تھی احمد نگر کے اطراف میں انہوں نے آبادی کو خوب قتل کیا عمارتوں کو آگ لگا دی مسجدوں میں گھس کر ان کی بے حرمتی کی کچھ مسجدوں کو انہوں نے اصطبل کے طور پر استعمال کیا۔ مسجدوں کی چھتیں اور دیگر اشیاء جو لکڑی کی بنی ہوئی تھیں انہیں نذر آتش کر دیا اسی دوران اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بارش ہو گئی راستے کیچڑ اور دلدل سے بھر گئے اس وجہ سے غلے اور دوسری اشیاء کے آنے میں تاخیر ہو گئی لشکر میں غلہ ضروریات کے مطابق موجود نہ رہا ساتھ ہی اس موقع پر حسین نظام کا داماد اور چاند بی بی کا بہنوئی قطب شاہ جو وقتی طور پر علی عادل شاہ کے لشکر میں شامل ہو چکا تھا وہ چوری چھپے غلے کے علاوہ اور ضروریات کا دوسرا سامان بھی احمد نگر کے محصور لوگوں تک پہنچاتا رہتا تھا تا کہ اہل قلعہ کے حوصلے پست نہ ہونے پائیں اس طرح علی عادل شاہ کے لشکر میں رہتے ہوئے حسین نظام کا داماد قطب شاہ ایک طرح سے اپنے سسر کے حق میں کام کرتا رہا۔

جب لشکر کے اندر خوراک کی کمی محسوس ہونے لگی تب علی عادل شاہ نے اس کا ذکر رام راج سے کیا چنانچہ دونوں میں یہ طے پایا کہ اگر خوراک کی زیادہ کمی ہوئی تو ان کے لئے احمد نگر کے نواح میں خطرات اٹھ کھڑے ہوں گے چنانچہ دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ احمد نگر کا محاصرہ ترک کر دیا جائے دونوں کے درمیان یہ

aiourdubooks.net

بھی طے پایا کہ کلیان کا قلعہ تو پہلے ہی چاند بی بی کے باپ سے حاصل کیا جاچکا ہے احمد نگر کا محاصرہ ترک کر کے شولا پور کی طرف رخ کیا جائے اور شولا پور کا قلعہ بھی چاند بی بی کے باپ سے چھین لیا جائے چنانچہ فیصلہ کرنے کے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے لشکر کو لے کر حرکت میں آئے احمد نگر کا محاصرہ انہوں نے ترک کر دیا اور واپس ہو لئے۔

ابھی انہوں نے سفر کی پانچ چھ منزلیں طے کی ہوں گی کہ علی عادل شاہ کا ایک معتمد جس کا نام کشور خان تھا وہ اس کے پاس آیا اور اسے سمجھانے کے انداز میں کہنے لگا۔

یہ وقت قلعہ شولا پور کا محاصرہ کرنے کے لئے مناسب نہیں ہے اگر اب قلعہ فتح ہو گیا تو رام راج تم سے وہ قلعہ مانگے گا تاکہ اس قلعے کو اپنے تسلط میں رکھے ایسے عالم میں تم کچھ نہ کر سکو گے جبکہ رام راج قلعہ شولا پور کو حاصل کرنے کے بعد دوسرے علاقوں کو بھی لالچ کی نظر سے دیکھے گا اس وقت ہمیں شولا پور کی فتح کا خیال ترک کر دینا چاہئے اور رام راج کی مدد سے شولا کے قریب ہی ایک نیا قلعہ تعمیر کرنا چاہئے اور رفتہ رفتہ اس قلعے کی وجہ سے شولا پور کو تسخیر کر لینا چاہئے۔

کشور خان کیونکہ علی عادل کے علاوہ مسلمانوں کا بھی مخلص تھا چنانچہ علی عادل نے کشور خان کے اس مشورے کو بہت پسند کیا اس نے رام راج کو نلدرک کی طرف چلنے پر مجبور کیا یہ دونوں فرماں رواں وہاں جا پہنچے نلدرک میں پرانے زمانے میں ہندوؤں کے راجہ نل نے اپنے بیٹے کے لئے جس جگہ محل بنایا تھا وہ جگہ قلعے کی تعمیر کے لئے منتخب کی گئی۔ اس جگہ پرانے محل کے آثار باقی تھے موسم

aiourdubooks.net

برسات ہی میں اس قلعے کی دیواریں اینٹ اور پتھر سے بنائی گئیں اور اس قلعے کا نام قلعہ شاہ درک رکھا گیا اس قلعے کی تعمیر کے بعد تینوں فرماں رواں یعنی رام راج قطب شاہ اور علی عادل شاہ اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے۔

جہاں تک رام راج کا تعلق تھا تو یہ بیجانگر کے ایک شخص تمراج کا بیٹا تھا۔ اس تمراج نے بیجانگر کے راجہ کو زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اور اس کے لڑکے کو وارث بنا کر خود سلطنت کا کاروبار چلانے لگا۔ کچھ دن ہی بعد رام راج کا باپ تمراج بھی مر گیا۔ چنانچہ تمراج کے بعد جو حیثیت اسے حاصل تھی وہ اس کے بیٹے رام راج کو مل گئی۔

رام راج نے بیجانگر میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانا شروع کیا اور اس نے شاہی خاندان کی ایک لڑکی سے بھی شادی کر لی جو راجہ کی عزیز تھی اس لحاظ سے راجہ کے خاندان سے رام راج کا تعلق بھی پیدا ہو گیا اس کے بعد رام راج نے پے در پے سازشیں کرتے ہوئے اور بسا اوقات مختلف لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے اور اپنا ہموا بناتے ہوئے بیجانگر میں ایک آمرانہ حیثیت اختیار کر لی۔ چنانچہ اس طرح کی قتل وغارت گری کے بعد رام راج جو ایک مکار اور عیار شخص تھا بیجانگر کا حاکم بن بیٹھا اور وہاں کے راجہ کا خاتمہ کر دیا۔

رام راج نے احمد نگر کے محاصرے کے دوران جو مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا تھا مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا اور کئی مسجدوں اور عبادت گاہوں کو گرایا تھا اس کا مسلمانوں کو اس کے خلاف بڑا غصہ اور غضب تھا۔ عادل شاہ نے وقتی طور پر رام راج کو اپنے ساتھ ملا تو لیا تھا لیکن وہ خود بھی رام راج سے نالاں اور اس کے

aiourdubooks.net

متعلق مشکوک تھا اس لئے کہ ایک بار رام راج کا چہیتا بیٹا فوت ہوا تو علی عادل اور کشور خان دونوں اس کے بیٹے کی تعزیت کے لئے اس کے پاس بیجا نگر گئے عالی عادل شاہ نے رام راج سے اس کے بیٹے کی موت پر اظہار افسوس کیا رام راج کے بدن سے اس کا ماتمی لباس اتارا اور ایک ایسا لباس جو علی عادل اپنے ساتھ لے گیا تھا وہ اس نے راجہ رام راج کو پہنایا ایک طرح سے علی عادل شاہ نے اس کی بڑی عزت افزائی کی تھی رام راج کی بیوی جو ابیر رائے کی نسل سے تھی اس نے علی عادل شاہ سے پردہ نہیں کیا اور اسے اپنا منہ بولا بیٹا کہا رام راج نے تین دن علی عادل کی مہمان داری کی اور اس کی ہر موقع پر مدد کا وعدہ کیا۔ جب علی عادل رخصت ہونے لگا تو راجہ نے بڑی بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور اس کے ساتھ چند قدم چلنے کی زحمت گوارا نہیں کی یہ کام اپنے بھائیوں اور عزیزوں کے حوالے کیا علی عادل کو یہ بات بری محسوس ہوئی تھی اور ابھی تک رام راج کی یہ حرکت اسے یاد بھی تھی تاہم مصلحت وقت کی خاطر رام راج نے جو مسلمانوں کا قتل عام کیا تھا علی عادل اس پر خاموش رہا بہر حال قلعہ شاہ درک کی تعمیر کے بعد سب اپنے اپنے علاقوں کی طرف چلے گئے تھے۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

قلعہ شاہ درک کی تعمیر کے بعد رام راج نے بہت طاقبت نا اندیشی سے کام لیتے ہوئے چند ایسی حرکات کیں جن کی وجہ سے چاند بی بی کے ہونے والے شوہر علی عادل شاہ کا دل اس کی طرف سے بدظن ہو گیا جس وقت چاند بی بی کے باپ حسین نظام کے خلاف علی عادل حرکت میں آیا تھا اور اپنی مدد کے لئے اس نے رام راج کو بلایا تھا تو رام راج کے ساتھ اس کا معاہدہ ہوا تھا کہ بیجانگر کے ہندو اپنی پرانی دشمنی کی وجہ سے مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں گے رعایا کے جان مال پر دست درازی نہ کریں گے اور مسلمانوں کی عزت پر کوئی حملہ نہ کریں گے لیکن ہندوؤں نے اس وعدے کو فراموش کر کے احمد نگر میں مسلمانوں پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے قتل کیا مال اسباب کو لوٹا مسجدوں کی بھی بے حرمتی کی علی عادل شاہ یہ سب کچھ دیکھ سن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر اس وقت کچھ نہ بولا اس لئے کہ اس موقع پر خاموش رہنا ہی اپنے لئے بہتر خیال کرتا تھا۔

علی عادل شاہ کی اس خاموشی کی وجہ سے رام راج کا غرور اور تعصب اپنے

aiourdubooks.net

کمال کو پہنچ گیا وہ اسلام سے سخت نفرت کا اظہار کرنے لگا اور اس کے تعصب کا یہ عالم ہوا کہ وہ اپنے دربار میں کسی مسلمان سفیر کو داخل ہی نہیں ہونے دیتا تھا اور کبھی وہ کسی مسلمان سفیر کو اپنے دربار میں آنے کی اجازت دیتا تو پھر اس کو کھڑا رکھتا تھا اسے بیٹھنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی سواری کے وقت مسلمان سفیروں کو اپنے ساتھ بہت دور تک دوڑاتا تھا اور کافی دیر کے بعد ان کو سوار ہونے کی اجازت دیتا تھا۔

جس وقت علی عادل شاہ قلعہ درک کی تعمیر کے لئے روانہ ہوا تھا اس وقت بھی ہندو لشکری مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ان کی طرف نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

رام راج کی ہمت اس کا غرور اور تکبر اور جرأت ایسی بڑھی کہ اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور علی عادل شاہ اور دوسرے مسلمان حکمران قطب شاہ کے علاقوں کو ہدف بنانا شروع کیا اس وقت علی عادل شاہ اور قطب شاہ کیونکہ دونوں چاند بی بی کے باپ حسین نظام سے ایک طرح سے دشمنی مول لے چکے تھے اس لئے انہوں نے رام راج سے بھی دشمنی مول لینا پسند نہ کی اور اپنی اپنی سلطنت کے کچھ علاقے رام راج کے حوالے کر کے بڑی عاجزی اور انکساری کے ساتھ اس سے ہتک آمیز صلح کر لی۔

علی عادل شاہ نے اتکر اور ناگری کوپ کے علاقے اور قطب شاہ نے قلعہ کویل کندہ، پالکل اور دکنور کے علاقے رام راج کی تحویل میں دے کر اپنے آپ کو بچایا۔

aiourdubooks.net

چنانچہ رام راج کی دن بدن بڑھتی ہوئی طاقت اور قوت سے بیجاپور کا حاکم علی عادل شاہ خوفزدہ رہنے لگا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ جب تک رام راج پر حملہ کر کے اس کی طاقت اور قوت کو توڑ کر اسے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ کیا گیا اس وقت تک اس کی اپنی سلطنت غیر محفوظ رہے گی چنانچہ رام راج سے نپٹنے کے لئے علی عادل شاہ نے اپنے سارے سالاروں کا اجلاس طلب کر لیا۔

علی عادل شاہ نے ان کے سامنے رام راج سے نمٹنے کا مسئلہ پیش کیا تب سارے سالاروں اور عمائدین نے آپس میں مشورہ کیا اس کے بعد کشور خان علی عادل کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

جو رائے آپ نے پیش کی ہے اس پر مزید غور و خوض کی قطعاً ضرورت نہیں ہے تاہم چونکہ آپ نے ہم سے مشورہ طلب کیا ہے اور اپنا خیال ظاہر کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے ہماری گزارش ہے کہ اس قدم کے اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ تمام مسلمان فرمانروا باہمی اتحاد و اتفاق سے کام لیں۔

رام راج کے لشکر کی کثرت اس کی روز افزوں قوت روز روشن کی طرح واضح ہے اس کا ملک چھ بندرگاہوں ان گنت قلعوں اور شہروں پر مشتمل ہے اس کا محصول بارہ کروڑ کے لگ بھگ ہے اس کے جاہ و جلال کا سکہ ہر دل پر بیٹھا ہوا ہے۔ جس وجہ سے راجہ سے تنہا جنگ کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہماری رائے میں اس وقت حضور کو چاہئے کہ حسین نظام سے دوستانہ مراسم پیدا کرنا چاہئے اور اس سے دشمنی ترک کر دینی چاہئے اس طرح کشور خان نے علی

عادل شاہ کو چاند بی بی کے باپ حسین نظام سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کا مشورہ دیا تھا۔

علی عادل شاہ کو اپنے مشیروں کی یہ رائے بے حد پسند آئی چنانچہ اس نے کشور خان کو اس معاملے میں مختار کل بنایا اور اس کے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ حسین نظام سے اس کے لیے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش شروع کرے۔ چنانچہ کشور خان حرکت میں آیا سب سے پہلے اس نے قطب شاہ کی طرف پیغام بھیجا جو اب چاند بی بی کے باپ کا رشتہ دار تھا اور اس پر اپنا مدعا ظاہر کیا۔

قطب شاہ تو پہلے ہی رام راج کے خلاف جلا بھنا بیٹھا تھا اس لئے کہ رام راج نے اس کے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا چنانچہ قطب شاہ نے وعدہ کیا کہ وہ علی عادل اور حسین نظام شاہ میں دوستانہ مراسم پیدا کرائے گا اور قلعہ شولا پور چاند بی بی کے باپ حسین نظام اور علی عادل شاہ کے درمیان فساد کی وجہ ہے وہ قلعہ بھی حسین نظام سے علی عادل کو واپس دلانے کی کوشش کرے گا۔

چنانچہ قطب شاہ نے ایک شخص مصطفیٰ شاہ کا انتخاب کیا اور اس کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ پہلے بیجاپور جا کر علی عادل شاہ سے ملاقات کرے اس سے سارے حالات جاننے کے بعد وہاں سے وہ احمد نگر کا رخ کرے اور حسین نظام سے مل کر دونوں حکومتوں کے درمیان صلح صفائی اور میل جول کا ماحول پیدا کرے۔

چنانچہ مصطفیٰ خان پہلے بیجانگر پہنچا علی عادل شاہ سے بھی ملاقات کی وہاں سے نکلا تو احمد نگر کا رخ کیا احمد نگر میں اس نے چاند بی بی کے باپ حسین نظام

aiourdubooks.net

سے ملاقات کی دوران گفتگو مصطفیٰ خان نے حسین نظام سے بڑے نرم انداز میں مخاطب ہو کر کہا۔

محترم حسین نظام سلاطین باہمعیہ کے عہد حکومت میں جبکہ تمام دکن پر ان کی حکومت تھی مسلمان ہندوؤں کے مقابلے میں فتح حاصل کرتے تھے اور کبھی بیجانگر کے ہندو مسلمانوں پر غالب آتے تھے باہمنی سلاطین عام طور پر بغیر کسی نتیجے کے ہی جنگ موقوف کر دیتے تھے اور بیجانگر کے ہندوؤں کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے تھے اب دکن کا ملک کسی ایک حکمران کے تابع نہیں ہے بلکہ چند حکمرانوں میں تقسیم ہو چکا ہے اس لئے دانشمندی اسی میں ہے کہ تمام مسلمان فرمانروا ایک دوسرے کے دوست بن کر باہمی اتحاد پر اتفاق سے کام لیں تاکہ زبردست دشمن کے شر سے محفوظ رہ سکیں رام راج کے روز افزوں قوت سے آپ اچھی طرح واقف ہیں نیز آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ کرناٹک کے تمام فرمانروا اس کے طابع دار ہیں۔ ایسی صورت میں مسلمان فرمانروا کا ایک دوسرے سے کشیدہ رہنا بالکل بے جا اور اندیشہ ناک ہے۔

چاند بی بی کا باپ حسین نظام مصطفیٰ خان کی اس حق گوئی اور بے باکی سے بے حد خوش ہوا اور اس کی معقول رائے کو اس نے بے حد پسند کیا اور بے حد تعریف کی اس کے بعد اس گفتگو میں احمد نگر کے قاسم بیگ اور ملا عنایت اللہ کو بھی شامل کیا گیا اور مسلمانوں کی دونوں سلطنتوں میں قربت کے مسئلے کا جائزہ لینا شروع کیا ان لوگوں نے آپس میں مل کر یہ طے کیا کہ حسین نظام شاہ اپنی بیٹی چاند بی بی کی شادی علی عادل شاہ سے کر دے اور اپنی بیٹی چاند بی بی کو جہیز میں

aiourdubooks.net

شولا پور کا قلعہ دے دے اس طرح علی عادل شاہ اپنی بہن ہدیہ سلطان کو حسین نظام کے بڑے بیٹے اور چاند بی بی کے بڑے بھائی شہزادہ مرتضٰی نظام سے بیاہ دے اس طرح دونوں فرمانرواؤں کے تعلقات بہتر ہو جائیں گے اس کے بعد یہ تینوں حکمران یکجا اور ایک قوت ہو کر رام راج پر حملہ کریں اور اسے اس کی ماضی کی بداعمالیوں کی بھرپور سزا دیں۔

گو چاند بی بی کا باپ حسین نظام کچھ وجوہات کی بناء پر علی عادل شاہ کو ناپسند کرتا تھا اس لئے کہ علی عادل شاہ کو عشق و محبت سے بڑی گہری دلچسپی تھی حسینوں پری جمال اور دلربا قسم کی عورتوں کو گروہ کی صورت میں اپنے اردگرد رکھنا خوب پسند کرتا تھا تاہم مصلحت وقت کو سامنے رکھتے ہوئے چاند بی بی کے باپ حسین نظام نے مصطفٰی خان اور دیگر امراء کی تجویز کو پسند کیا اس لئے کہ ان خامیوں کے ساتھ ساتھ علی عادل میں کچھ خوبیاں بھی تھیں وہ اعلٰی ظرف انسان تھا ہر خاص و عام کو اپنے لطف و کرم سے خوش رکھتا اس کے علاوہ اس کا عہد حکومت بھی کے لئے موجب خیر و برکت تھا۔

رعایا کی فلاح بہبود کے بارے میں سوچتا تاہم حسن پرستی اور جمال پرستی اس کا شیوہ ضرور تھا۔

مورخین یہ بھی لکھتے ہیں کہ علی عادل شاہ کو خوب صورت خواجہ سراؤں اور غلاموں کو جمع کرنے کا بڑا شوق تھا ایک مرتبہ علی عادل شاہ نے اپنا ایک قاصد امیر برید کے پاس بھیجا اور پیغام دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے پاس دو نہایت ہی حسین اور خوب صورت خواجہ سرا ہیں تم فوراً ان دونوں خواجہ سراؤں کو میرے

aiourdubooks.net

پاس بھجوادو امیر برید نے چند روز تک ٹال مٹول کی اور خواجہ سراؤں کو عادل شاہ کی طرف روانہ نہ کیا۔

انہی دنوں مرتضٰی نظام نے امیر برید پر حملہ کر دیا علی عادل شاہ سے مدد کا طالب ہوا علی عادل شاہ نے دو ہزار سوار اس کی مدد کے لئے روانہ کئے۔ امیر برید اس سے متاثر ہوا اور اس نے دونوں حسین خواجہ سرا جن کو علی عادل نے طلب کیا تھا اپنے علاقے بیدر سے بیجاپور بھیج دیا۔

مذکورہ حالات کچھ بھی تھے چاند بی بی کا باپ حسین نظام چاند بی بی کی شادی عادل سے کرنے پر تیار ہو گیا اس طرح شادی کی رسوم ادا کی گئی۔ چاند بی بی کی شادی عادل سے ہو گئی اور چاند بی بی احمد نگر سے بیجاپور چلی گئی جبکہ علی عادل شاہ کی بہن ہدیہ سلطان کی شادی چاند بی بی کے بھائی مرتضٰی سے ہو گئی اور وہ بیجاپور سے نکل کر احمد نگر چلی گئی تھی۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

شادی کے بعد چاند بی بی نے بیجاپور میں اپنے شوہر علی عادل کا بھرپور ساتھ دیا ہر معاملے میں اسے مشورہ دیتی جنگ میں بھی اس کے ساتھ رہتی اور عملی طور پر معرکوں میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے شوہر کا حوصلہ بھی بڑھاتی رہتی۔

اب علی عادل شاہ رام راج سے ماضی کی تلخی اور ناراضگی کا انتقام لینا چاہتا تھا اس لئے کہ رام راج نے ماضی میں مسلمانوں کو بے شمار نقصان پہنچائے تھے ان کا قتل عام بھی کیا تھا رام راج کی طاقت ہر مسلمان حکمران کے مقابلے میں زیادہ تھی لہٰذا رام راج کا مقابلہ کرنے کے لئے چار قوتوں نے آپس میں اتحاد کیا۔

ایک چاند بی بی کا شوہر علی عادل شاہ دوسرا چاند بی بی کا باپ حسین نظام شاہ تیسرا ابراہیم قطب شاہ اور چوتھا علی برید جہاں تک ابراہیم قطب شاہ کا تعلق تھا تو یہ قطب شاہی حکمران تھا اس خاندان کی حکمرانی کا بانی ایک شخص سلطان قلی تھا یہ ترکوں کے ایک قبیلے سے تعلق رکھتا تھا یہ گولکنڈہ کا حکمران تھا۔ سلطان قلی

aiourdubooks.net

کے بعد گولکنڈہ کا حکمران سلطان قلی کا بیٹا جمشید قطب شاہ ہوا تھا اور جمشید قطب کے بعد ابراہیم قطب شاہ گولکنڈہ کا حکمران ہوا تھا اب تک ابراہیم قطب شاہ کے رام راج کے ساتھ تعلقات بہت گہرے تھے اس لئے کہ رام راج کے ابراہیم قطب شاہ پر کچھ احسانات بھی تھے وہ اس طرح کہ جن دنوں ابراہیم قطب شاہ کا بھائی گولکنڈہ کا حاکم تھا اسے اپنے بھائی سے تکرار کی بنا پر خطرہ لاحق ہوا چنانچہ وہ بیجانگر میں رام راج کے پاس چلا گیا رام راج نے اس کی آؤ بھگت کی اور ایک حبشی امیر عنبر خان کی جاگیر اس کے حوالے کر دی۔

اسی جاگیر کے سلسلے میں عنبر خان سے ابراہیم قطب شاہ کا تکرار ہو گیا جس کے نتیجے میں عنبر خان مارا گیا جب تک ابراہیم قطب شاہ کا بھائی زندہ رہا ابراہیم بیجانگر ہی میں رہا اور جب اس کا بھائی فوت ہوا تب کچھ ترک سالاروں نے اس کے بھائی کے کم سن بیٹے کو جس کی عمر دو سال تھی، تخت پر بٹھا دیا لیکن مملکت کے لوگوں کو یہ انتخاب پسند نہ آیا۔ انہوں نے طے کیا کہ اس کے بجائے ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے بلا کر بادشاہ بنایا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور ابراہیم قطب شاہ بیجانگر سے گولکنڈہ پہنچا اور وہاں کا بادشاہ بنا۔

جہاں تک علی برید کا تعلق ہے تو یہ احمد آباد کا حکمران تھا اس خاندان کا جد امجد قاسم برید تھا جس کے متعلق مورخین کا خیال ہے کہ وہ خواجہ شہاب الدین علی یزدی کے ہمراہ دکن میں آیا تھا اور خواجہ شہاب الدین نے اسے سلطان محمد شاہ فاروقی کے پاس بھیج دیا بڑا بہادر اور دلیر شخص تھا اسے خوشخطی اور موسیقی سے بھی دلچسپی تھی وہ کئی سازوں کے بجانے میں مہارت رکھتا تھا محمد شاہ فاروقی کے عہد

aiourdubooks.net

میں قاسم امراء کے گروہ میں داخل ہوااور وہیں سے ترقی کرتا چلا گیا یہاں تک کہ یہ احمد آباد کا حاکم مقرر ہوااس کے بعد اس کا بیٹا امیر علی برید احمد آباد کا حاکم ہوااور اس کے بعد علی برید حاکم بنا لیکن اس نے حاکم کا لقب اختیار کرنے کے بجائے بادشاہ کا لقب اختیار کیا احمد آباد کا حکمران بننے کے بعد اس نے اپنی طاقت اور قوت میں خوب اضافہ کیا اس طرح یہ راجہ رام راج کے خلاف دوسرے اتحادیوں کا ساتھ دینے لگا یوں ان چاروں قوتوں نے راجہ رام راج سے نمٹنے کا فیصلہ کرلیا چنانچہ اس فیصلے کے بعد چاند بی بی کے شوہر علی عادل شاہ نے اپنا ایک قاصد رام راج کی طرف روانہ کیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ ماضی میں وہ علاقے جو علی عادل شاہ کے تھے اس کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے جن علاقوں پر رام راج نے قبضہ کرلیا ہے وہ سب رام راج واپس کرے۔

یہ پیغام سن کر رام راج بہت ہی برہم ہوا اس نے علی عادل شاہ کے قاصد سے بڑا برا سلوک کیا اور اسے بیجانگر سے نکال دیا یہ صورت حال دیکھ کر علی عادل شاہ کو بڑا طیش آیا چنانچہ رام راج سے ٹکرانے کا فیصلہ کرلیا گیا۔

چاروں قوتیں یعنی چاند بی بی کا شوہر علی عادل شاہ اس کا باپ حسین نظام شاہ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید جمع ہوئے اور ہجری 972ء کو ایک لشکر لے کر رام راج کے مرکزی شہر بیجانگر کی طرف روانہ ہو گئے۔ منزل پر منزل مارتے ہوئے وہ دریائے کرشنا کے کنارے بالنکوتھ کے مقام پر پہنچے یہ علاقہ علی عادل شاہ کی مملکت میں تھا یہاں متحدہ لشکر نے قیام کیا اور یہیں پر مزید غلہ اور ضروریات کی دیگر اشیاء کا اہتمام کیا گیا۔

aiourdubooks.net

دوسری طرف رام راج بڑا مغرور اور متعصب راجہ تھا وہ کسی مسلمان حکمران کو خاطر میں ہی نہ لاتا تھا وہ کہتا تھا کوئی قوت اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی چنانچہ جب اس کے مخبروں نے اطلاع دی کہ چار مسلمان قوتوں کا متحدہ لشکر اس پر حملہ آور ہونے کے لئے کوچ کر چکا ہے تو رام راجہ نے اس خبر کو کوئی اہمیت نہیں دی اور نہ ہی وہ اس متحدہ لشکر سے کسی قسم کا پریشان ہوا اس نے ان چاروں حکمرانوں سے جنگ کرنا ایک آسان کام سمجھا اور اپنے بھائی تمراج کو بیس ہزار سواروں، پانچ سو ہاتھیوں اور ایک لاکھ پیادوں کا لشکر جرار دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ دریائے کرشنا کے کنارے سارے گھاٹوں کا راستہ جلد از جلد بند کر دے اور دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہے۔

اپنے بھائی تمراج کو روانہ کرنے کے بعد رام راج نے اپنے منجھلے بھائی تنکنادری کو بھی ایک لشکر جرار اور مال اسباب کے ساتھ روانہ کیا ان لوگوں نے ایک ایسے ساحل پر قبضہ کر لیا جہاں مسلمان دریائے کرشنا کو عبور کر سکتے تھے اس قبضے کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے دریا پار کرنا مشکل ہو گیا آخر رام راج خود بھی ایک لشکر لے کر چاروں مسلمان حکمرانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے چاروں لشکروں کے سالاروں نے باہم مشورہ کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ چاروں لشکریوں کے سرکردہ لوگوں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو دریا کے مختلف حصوں کا جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ کہاں سے دریا کو عبور کر کے رام راج پر ضرب لگائی جا سکتی ہے۔

چنانچہ ایک وفد ترتیب دیا گیا اس وفد نے تیس چالیس کوس تک دریا کے

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

ساتھ چلنے کے بعد دو تین راستے ایسے دریافت کر لئے جہاں دریا کم گہرا تھا چنانچہ ان لوگوں نے متحدہ لشکر کے سالاروں کو نشاندہی کی کہ کچھ راستے ایسے ہیں جہاں دریا کا پانی کم ہے اور وہاں سے بڑی آسانی کے ساتھ پورے لشکر کو لے کر دریا کو عبور کر کے دشمن پر ضرب لگائی جا سکتی ہے۔

ساتھ ہی ان لوگوں نے یہ بھی آگاہ کر دیا کہ جہاں سے دریا کو پار کیا جا سکتا ہے اس کے سامنے دوسرے کنارے پر جگہ جگہ رام راج کے لشکر کھڑے ہوئے ہیں ان لشکریوں نے ایک دیوار بنا رکھی ہے اور وہ انواع اقسام کی آتش بازیوں سے بھی لیس ہیں۔

ان لوگوں نے یہ صورت حال بڑے سالاروں کے سامنے پیش کی تب چاروں لشکروں کے سالار پھر ایک جگہ جمع ہوئے اور جو مشکل صورت حال تھی اس پر بحث شروع کی۔ چنانچہ سب نے مل کر یہ طے کیا کہ دریائے کرشنا کے جس جس گھاٹ پر پانی کی گہرائی کم ہے وہاں سے دریا کو عبور کیا جا سکتا ہے وہاں سے رام راج کے لشکر کو ہٹانا چاہئے اور اس لشکر کو ہٹانے کے لئے ایک تجویز بھی سوچ لی گئی۔

یہ طے کیا گیا کہ اپنے مخبروں کے ذریعے دریائے کرشنا کے اس پار رام راج کے لشکریوں کے اندر یہ افواہ اڑا دی جائے کہ مسلمانوں نے دریائے کرشنا کو عبور کرنے کے لئے ایک اور گھاٹ دریافت کر لیا ہے جہاں پانی بہت کم گہرا ہے اور وہاں سے پورا مسلمانوں کا لشکر دریا کو عبور کر کے رام راج کے لشکر پر ضرب لگا سکتا ہے ساتھ ہی یہ بھی طے کیا گیا کہ جس وقت یہ خبر اڑائی گئی اس کے

aiourdubooks.net

بعد لشکر ایک طرف روانہ کئے جائیں اس سے رام راج کے سالار یہ اندازہ لگائیں گے کہ مسلمان لشکر نئے گھاٹ کی طرف روانہ ہوئے ہیں چنانچہ وہ پرانے گھاٹوں کو جہاں انہوں نے پہرہ لگا رکھا ہے ترک کر دیں گے اور نئے گھاٹ کی طرف جائیں گے۔

اس طرح جب وہ گھاٹ خالی ہو جائیں گے جہاں سے دریا کو عبور کیا جا سکتا ہے تو مسلمانوں کے متحدہ لشکر واپس جائے گا وقت ضائع کئے بغیر بڑی سرعت سے مخصوص گھاٹوں سے دریا کو پار کر لیا جائے گا۔

اس تجویز کو بے حد پسند کیا گیا چنانچہ مسلمانوں کا لشکر دریا کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مسلمان لگا تار تین دن تک دریائے کرشنا کے ساتھ ساتھ سفر کرتے رہے۔ دوسری طرف رام راج کے سارے سالاروں کو خبر ہوئی کہ مسلمان واقعی حرکت میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے دریائے کرشنا کو پار کرنے کے لئے ایک کم گہرا اور مناسب گھاٹ دریافت کر لیا ہے تب انہوں نے پہلے گھاٹوں کو ترک کر دیا سارے لشکر کو سمیٹا اور دریا کے دوسرے کنارے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ وہ بھی سفر کرنے لگے اس طرح وہ سارے گھاٹ جن پر رام راج کے لشکریوں نے پہرے لگا رکھے تھے جہاں سے دریائے کرشنا کو عبور کیا جا سکتا تھا وہ گھاٹ ہندوؤں نے چھوڑ دیئے۔

تین دن لگا تار سفر کرنے کے بعد مسلمانوں کا لشکر آخری رات کے وقت ایک جگہ رک گیا اس لئے کہ ان کے مخبروں نے خبر دی کہ رام راج کا پورا لشکر دریا کے دوسرے کنارے ان کے متوازی سفر کر رہا ہے اور یہ صورت حال مسلمان

aiourdubooks.net

حکمرانوں کے لئے بڑی حوصلہ مندی کا باعث تھی۔ چنانچہ رات کے وقت ایک جگہ دریا کے کنارے لشکر کو روک دیا گیا اور پھر لشکر بڑی تیزی سے پلٹا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے تین روز کے اس سفر کو بارہ گھنٹے کے اندر طے کرلیا۔ بڑی تیزی سے ان گھاٹوں کی طرف گئے جہاں سے دریا کو عبور کیا جاسکتا تھا پہلے لشکر کے ایک حصے نے جلدی جلدی دریا کو پار کیا اور دوسرے کنارے پر مسلح ہوکر پہرہ لگادیا تاکہ اگر رام راج کا کوئی لشکر بھی وہاں پہنچ جائے تو اس پر حملہ آور ہوکر اسے مار بھگایا جائے اس کے بعد پورا لشکر بڑی تیزی اور حفاظت کے ساتھ دریائے کرشنا کو عبور کر کے دوسرے کنارے پر چلا گیا۔

دوسری طرف رام راج کے لشکر کو بھی خبر ہوچکی تھی کہ مسلمان سالاروں نے ان سے دھوکہ کیا ہے اور یہ کہ انہیں کوئی نیا گھاٹ دریا کو عبور کرنے کے لئے نہیں ملا تھا بلکہ انہوں نے پرانے گھاٹوں سے رام راج کے لشکریوں کو ہٹانے کے لئے ایک چال چلی تھی لہٰذا وہ بھی پلٹے لیکن ان کے پلٹنے کی رفتار مسلمانوں کے لشکریوں کے مقابلے میں بہت کم تھیں لہٰذا جس وقت مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے دریائے کرشنا کو عبور کیا اس وقت تک رام راج کا لشکر دریائے کرشنا کے کنارے ان سے لگ بھگ پانچ کوس کے فاصلے پر تھا۔

رام راج بڑا مطمئن تھا اس لئے کہ اس کے لشکر کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اسے اپنی کامیابی اور فتح مندی کا یقین تھا اس لئے اس نے دریائے کرشنا کے کنارے پڑاؤ کرلیا تھا دوسرے طرف مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے بھی دریائے کرشنا کے دوسرے کنارے کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرنی شروع کی اور عین

aiourdubooks.net

رام راج کے لشکر کے سامنے پڑاؤ کیا۔

دونوں لشکریوں نے ایک دوسرے کے سامنے اپنی صفیں درست کرنا شروع کیں۔ مسلمانوں کے متحدہ لشکر نے اپنی ترتیب اور اپنی تقسیم کو درست کیا لشکر کے بائیں حصے کو جسے میسرہ کہا جاتا تھا اس پر علی برید اور ابراہیم قطب شاہ کو رکھا گیا میمنہ جسے لشکر کا دایاں بازو سمجھا جاتا تھا وہ علی عادل کے پاس رکھا گیا اور قطب یعنی لشکر کا درمیانی حصہ چاند بی بی کے باپ حسین نظام کی سرکردگی میں دیا گیا تھا ساتھ ہی جنگی ہاتھیوں کو بھی جا بجا متعین کر دیا گیا تھا اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی ترتیب درست کر کے دشمن سے ٹکرانے کا فیصلہ کر لیا۔

دوسری طرف راجہ رام نے بھی بیجا نگر کے لشکر کو درست کیا اور لشکریوں کو آئندہ کے انعامات اور دل خوش کن وعدوں سے بہلا پھسلا کر لڑنے پر آمادہ کیا رام راج نے بھی اپنے لشکر کی تقسیم مسلمانوں جیسی کی لشکر کا میمنہ یعنی دایاں بازو اس نے اپنے بھائی تمراج کی کمانداری میں دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ ابراہیم قطب شاہ پر ضرب لگائے گا دوسرے بھائی تنکناردی کو دائیں بازو کا کماندار مقرر کیا گیا اور اسے عادل شاہ پر حملہ آور ہونے کے لئے مقرر کیا گیا جبکہ لشکر کا درمیانی حصہ رام راج نے اپنی کمانداری میں رکھا اس لئے کہ وہ حسین نظام شاہ یعنی چاند بی بی کے باپ سے ٹکرانا چاہتا تھا رام راج نے اپنے ساتھ دو ہزار ہاتھی اور توپ خانہ بھی رکھا تھا۔

چنانچہ دوپہر کے وقت راجہ بڑے طمطراق اور بڑے شان و شوکت کے ساتھ اپنے سنگھاسن پر بیٹھ کر لڑنے کے لئے نکلا جب راجہ کے دیگر سالاروں نے

aiourdubooks.net

دیکھا کہ راجہ سنگھاسن یعنی تخت پر بیٹھ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلا ہے تو انہوں نے راجہ کو سمجھایا کہ یہ لڑائی ہے جنگ ہے جشن نہیں ہے وہ سنگھاسن پر نہ بیٹھے بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر یا ہاتھی پر سوار ہو کر جنگ میں حصہ لے اور مسلمانوں کا مقابلہ کرے لیکن راجہ رام راج نہ مانا الٹا اپنے سارے سالاروں اور لشکریوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

مجھے کسی ہاتھی یا گھوڑے پر بیٹھ کر مسلمانوں کے متحدہ لشکر کا مقابلہ کرنے اور جنگ میں حصہ لینے کی کیا ضرورت ہے میں سنگھاسن پر اس لئے بیٹھا ہوں کہ مسلمان تو میرے لشکر کا چند لمحے بھی مقابلہ نہیں کر سکیں گے لہٰذا میں ان کی شکست کے بعد اپنے سنگھاسن پر بیٹھ کر ان کے فرار کا منظر دیکھوں گا۔

فریقین میں زبردست لڑائی شروع ہوئی ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو کر تلوار آزمائی کرنے لگے لڑائی کا انداز کچھ ایسا تھا کہ کبھی راجہ رام راج کا پلہ بھاری ہو جاتا اور کبھی مسلمانوں کا راجہ رام کے پچاس ہزار تیر انداز بار بار مسلمانوں پر تیر اندازی کی کوشش کرتے کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو مار بھگانے میں کامیاب ہو جائیں مسلمان بھی بڑی جرأت مندی سے مقابلہ کر رہے تھے۔ ایک موقع پر رام راج کے لشکر نے مسلمانوں پر بڑا دباؤ ڈالا اس لئے کہ رام راج کا لشکر مسلمانوں سے کئی گناہ زیادہ تھا قریب تھا کہ رام راج کے اس لشکر کے بے پناہ دباؤ کے سامنے مسلمان کچھ پیچھے ہٹیں چاند بی بی کے باپ حسین نظام نے اس موقع پر ایک ایسا معرکہ مارا جس نے مسلمانوں کو فتح اور کامرانی سے ہمکنار کر دیا۔

aiourdubooks.net

رام راج کا خیال تھا کہ مسلمان جنگ سے پہلو تہی کر کے میدان جنگ سے فوراً فرار ہو جائیں گے لیکن جب مسلمانوں نے جم کر لڑنا شروع کیا اور رام راج کے لشکر کی صفوں کو انہوں نے ادھیڑ کر رکھ دیا تب معاملہ اپنے خیالات کے برعکس دیکھتے ہوئے رام راج خوفزدہ ہو کر سنگھاسن سے نیچے اترا اور ایک مرصع کرسی پر بیٹھ گیا راجہ کے حکم کے مطابق اس کے چاروں طرف اشرفیوں اور موتیوں کے انبار لگا دیئے گئے اور راجہ نے اپنے لشکر کے اندر یہ اعلان کر دیا کہ جو لشکری بھی سرخرو ہو کر مسلمانوں کا قتل عام کر کے اس کے پاس پہنچے گا اسے وہ بے حساب اشرفیوں اور نقدی سے لاد کر اکھڑے گا رام راج نے جب یہ اعلان کیا تو اس کے لشکری بڑی جرأت مندی سے مسلمانوں سے لڑنے لگے انہیں لالچ ہو گیا تھا کہ اگر وہ کامیاب ہوئے تو ان کا راجہ رام راج انہیں مالا مال کر دے گا اس طرح اشرفیوں اور انعام کے لالچ میں جنگ پہلے کی نسبت زیادہ خوفناک ہو گئی تھی اور مسلمانوں پر بھی پہلے سے زیادہ دباؤ بڑھنے لگا تھا۔

یہ صورت حال مسلمان سالاروں کے لئے پریشان کن تھی علی عادل شاہ کے علاوہ ابراہیم قطب شاہ اور علی برید بھی مایوس دکھائی دینے لگے تھے لیکن اس موقع پر چاند بی بی کے باپ حسین نظام نے وہ معرکہ سر کیا جو مسلمانوں کی فتح کا باعث بنا۔

حسین نظام نے جب یہ کیفیت دیکھی کہ مسلمان سالار پریشان دکھائی دے رہے ہیں اور مسلمان لشکریوں پر رام راج کی طرف سے دباؤ بڑھ رہا ہے اور مسلمانوں کے ارادے متزلزل ہونے لگے ہیں تو حسین نظام نے ہمت نہیں

ہاری اپنے آپ کو سنبھالے رکھا اور بڑی جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن پر ضرب لگانے کا فیصلہ کیا۔

اگرچہ اس وقت چاروں طرف دشمن کا غلبہ تھا اور اس کی طرف ہزاروں تیر بیک وقت چلائے جا رہے تھے لیکن حسین نظام بغیر کسی خوف خطر کے آگے بڑھنے کا فیصلہ کر چکا تھا اسی دوران حسین نظام کو یہ بھی خبر ہوگئی کہ رام راج نے اپنے گرد دولت کے انبار لگا رکھے ہیں اور یہ کہ اس نے اپنے لشکر میں اعلان کر دیا ہے کہ جو لشکری کامیاب ہو کر اس کے پاس آئیں گے وہ انہیں مالا مال کر دے گا چنانچہ اس کی تدبیر کا توڑ حسین نظام نے بھی کیا۔

حسین نظام کے پاس جو اس وقت خزانہ تھا اس میں جو سکے تھے اس نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ وہ سکے توپ میں بھر کر توپ داغی جائے اور اس کے دشمن کے لشکر کے اندر گرائے جائیں۔

ساتھ ہی لشکر کے ایک حصے کے ساتھ زور دار حملہ کرنے کے لئے حسین نظام خود بھی تیار ہو گیا چنانچہ اس کے حکم کا اتباع کیا گیا تھا کچھ توپوں میں اشرفیاں اور دوسرے سکے بھر کر جب توپوں کو داغا گیا تو وہ سکے راجہ رام راج کے لشکر میں گرنے لگے اس کے لشکری لڑنے کے بجائے مسلمانوں کی طرف سے ہونے والی سکوں کی بارش سے متاثر ہو کر سکے چننے لگے۔

اسی دوران حسین نظام نے لشکر کے ایک حصے کے ساتھ رام راج کے لشکر پر زور دار حملے شروع کر دیئے تھے حسین نظام کے حملے سے رام راج کے لشکر میں سخت پریشانی پھیل گئی۔

aiourdubooks.net

رام راج جو اس وقت اسی برس کا بوڑھا ہو چکا تھا حواس باختہ ہو کر دوبارہ سنگھاسن پر بیٹھ گیا اسی دوران حسین نظام شاہ کا ایک ہاتھی جس کا نام غلام علی تھا سنگھاسن کے پاس آ کر لوگوں کو پامال کرنے لگا۔

چنانچہ وہ کہار جنہوں نے رام راج کا سنگھاسن اٹھا رکھا تھا انہوں نے جب مست اور بپھرے ہوئے ہاتھی کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ ایسے خوفزدہ ہوئے کہ سنگھاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔

رام راج میدان جنگ میں بے یار و مددگار سنگھاسن پر پڑا رہ گیا کچھ ہی لمحوں بعد مسلمانوں کے ایک فیل بان کی نظر سنگھاسن پر پڑی ایسا خوب صورت سنگھاسن دیکھ کر اس کے منہ میں پانی بھر آیا اس نے اس سنگھاسن یعنی تخت کو حاصل کرنے کے لئے اپنے ہاتھی کو اس طرف بڑھایا۔

اتنی دیر تک قریب ہی سے ایک برہمن نمودار ہوا وہ بھاگا بھاگا مسلمان فیل بان کی طرف آیا وہ رام راج کا نمک خوار تھا لہٰذا اس نے رام راج کی جان بچانے کے لئے اس مسلمان فیل بان سے درخواست کی۔

"اس سنگھاسن پر راجہ رام راج سوار ہے تم اس کے لئے گھوڑا لا دو تو راجہ تمہیں بہت انعام و اکرام دے گا۔"

فیل بان نے جونہی راجہ کا نام سنا خوشی سے اس کا دل اچھلنے لگا اس نے فوراً راجہ کو اپنے ہاتھی کی سونڈ میں لپیٹ لیا اور جلدی جلدی ہاتھی کو موڑ کر چاند بی بی کے باپ نظام حسین کے توپ خانے کے افسر رومی خان کے پاس لے گیا۔ رومی خان نے رام راج کو گرفتار کیا اور حسین نظام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ چنانچہ

aiourdubooks.net

حسین نظام نے اسی وقت رام راج کو قتل کر دیا اور اس کا سر جسم سے علیحدہ کر کے میدان جنگ میں پھینک دیا۔

ہندو لشکریوں نے جب اپنے راجہ کا کٹا ہوا سر میدان جنگ میں دیکھا تو ان کی ہمت جواب دے گئی اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے مسلمان لشکریوں نے بھاگتے ہوئے ہندوؤں کا تعاقب کیا ان گنت ہندوؤں کو موت کے گھاٹ اتارا۔

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس جنگ میں تین لاکھ ہندوؤں کی جانیں تلف ہوئیں لیکن صحیح روایات کے مطابق اس جنگ میں کام کرنے والے رام راج کے لشکریوں کی تعداد کم از کم ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی میدان جنگ سے لے کر اناگندی کے مقام تک جو بیجانگر سے دس کوس کے فاصلے پر تھا سارا میدان رام راج کے لشکریوں کی لاشوں سے بھر گیا تھا اس کے علاوہ مسلمانوں کے ہاتھوں بے شمار مال غنیمت آیا۔

اس موقع پر سارے مسلمان حکمرانوں نے بھی بڑی فراخدلی سے کام لیا پہلے انہوں نے اس فتح پر خدا کا شکر ادا کیا اس کے بعد یہ حکم دیا کہ سوائے ہاتھیوں کے مال غنیمت میں سے کوئی چیز لشکریوں سے نہ لی جائے جو چیز جس لشکری کے ہاتھ آئی ہے وہ اسی کو عطا کر دی جائے اس سلسلے میں کسی سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے۔

یوں اس فتح کی اطلاع چاروں طرف بھجوا دی گئی مسلمانوں نے بیجانگر کے نواح تک کی تمام عمارتوں کو مسمار کر دیا اور اکثر قصبوں اور دیہاتوں کو تباہ و برباد

aiourdubooks.net

کر دیا یہ عالم دیکھ کر رام راج کے بھائی تنگنا دری نے جو میدان جنگ سے فرار ہو کر ایک جگہ روپوش ہو گیا تھا مسلمانوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے اور بڑی عاجزی سے جان کی امان کا طلب گار ہوا اس نے چاند بی بی کے شوہر عادل شاہ اور قطب شاہ کے وہ سارے علاقے بھی واپس کرنے کا وعدہ کیا جو اس کے بھائی نے ہتھیا لئے تھے چنانچہ مسلمان حکمران اور حسین نظام اس پر رضا مند ہو گئے دشمن کا قتل عام بند کر دیا گیا اور رام راج کے بھائی تنگنا دری کو اس کے حال پر چھوڑ کر مسلمان حکمران اپنے اپنے لشکر کو لے کر واپس ہو لئے اس جنگ میں چاند بی بی بذات خود اپنے شوہر علی عادل شاہ کے ساتھ حصہ تو نہ لیا لیکن مورخین یہ خصوصیت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ چاند بی بی ان مہموں میں اپنے خاوند کے ہمراہ تھی اس نے میدان جنگ کی سختی اور مصائب جھیلے اس کے علاوہ امن کے دور میں وہ اس کے ساتھ شکار کھیلتی اس کو بوقت ضرورت بہت قیمتی مشورے دیتی اور ہر وقت اس کی ہمت بھی بندھاتی رہتی تھی۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

چاند بی بی کیونکہ جنگوں میں باقاعدہ حصہ لیا کرتی تھی اور ان جنگوں کے دوران اکثر و بیشتر اس کی ملاقات اپنے باپ سے بھی ہو جایا کرتی تھی لہٰذا شادی کے بعد اسے اب تک میکے جانا نصیب نہ ہوا تھا اسی دوران اس کا باپ حسین نظام بھی مر گیا اور اس کی جگہ احمد نگر کا حکمران چاند بی بی کا بھائی اور حسین نظام کا بیٹا مرتضٰی نظام بنا۔

چاند بی بی کے باپ حسین نظام کی چار بیویاں تھیں جن سے اس کے چار بیٹے اور چار ہی بیٹیاں تھیں چاند بی بی کے دو سگے بھائی تھے اور یہ دو ہی بہنیں تھیں۔ چاند بی بی کی دوسری بہن کا نام خدیجہ بی بی تھا جبکہ حسین نظام کی دوسری بیویوں سے دو بیٹے قاسم اور منصور کے علاوہ دو بیٹیاں آقا بی بی اور جمال بی بی تھیں یہ وہی جمال بی بی تھی جس کی شادی گولکنڈہ کے حکمران ابراہیم قطب شاہ سے ہوئی تھی۔

جب چاند بی بی کا بھائی مرتضٰی احمد نگر کا حکمران بنا تو احمد نگر اور بیجاپور کے تعلقات آپس میں پھر پہلے کی طرح کشیدہ اور خراب ہونا شروع ہو گئے اسی

aiourdubooks.net

دوران چاند بی بی کا شوہر بھی قتل کر دیا گیا اور چاند بی بی بیوہ ہو گئی۔ ہوایوں کے چاند بی بی کا شوہر علی عادل شاہ خواجہ سراؤں کا بڑا دلدادہ تھا اس نے احمد آباد کے حکمران علی برید سے جو دو خوب صورت خواجہ سرا اپنے ہاں منگوائے تھے ان کے ساتھ جب اس نے ناروا سلوک کرنا شروع کر دیا تو اس کا یہ سلوک ان خواجہ سراؤں کو ناگوار گزرا چنانچہ ان دونوں خواجہ سراؤں نے چاند بی بی کے شوہر علی عادل شاہ کا کام تمام کرنے کا عہد کر لیا چنانچہ رات کے وقت ایک خواجہ سرا جرأت اور ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے علی عادل کے پاس گیا اور خنجر سے وار کر کے اس نے چاند بی بی کے شوہر علی عادل کا کام تمام کر کے رکھ دیا علی عادل شاہ کی کیونکہ کوئی اولاد نہ تھی جو اس کے بعد تخت و تاج کی وارث اور مالک ہوتی لہٰذا اس کے قتل ہونے کے بعد اس کے بھائی کے بیٹے ابراہیم کو ابراہیم عادل شاہ کے نام سے بیجاپور کا حکمران بنا دیا گیا اس کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی لہٰذا مملکت کا نظام چلانے کے لئے چاند بی بی کو اس کا نگران مقرر کر دیا گیا تھا اس طرح چاند بی بی کی زیر نگرانی بیجاپور کا نظم و نسق چلنے لگا کیونکہ احمد نگر اور بیجاپور کے تعلقات چاند بی بی کے شوہر کے دور ہی میں خراب ہو چکے تھے چنانچہ چاند بی بی کے باپ حسین نظام کے مرنے کے بعد جب اس کا بھائی مرتضیٰ نظام احمد نگر کا بادشاہ ہوا تو اس نے ان حالات کو آگے بڑھاتے ہوئے بیجاپور پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کر لیا مرتضیٰ نظام چاہتا تھا کہ وہ سرحدی علاقے جو کبھی احمد نگر کے ہوا کرتے تھے اور ان پر بیجاپور والوں کا قبضہ تھا ان پر وہ قبضہ کرے اس مقصد کے لئے اس نے پندرہ ہزار کا ایک لشکر ترتیب دیا اور اسے ان علاقوں پر حملہ آور

aiourdubooks.net

ہونے کے لئے روانہ کیا۔

دوسری طرف بیجاپور کا کرتا دھرتا کشور خان تھا گو نظام سلطنت سارے کا سارا چاند بی بی کے پاس تھا لیکن چاند بی بی کے تحت دو امیر طاقت اور قوت پکڑ گئے تھے ایک کشور خان اور دوسرا مصطفیٰ خان چنانچہ جب یہ اطلاع پہنچی کہ مرتضیٰ نظام کا لشکر بیجاپور کے علاقوں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کشور خان نے اس سلسلے میں چاند بی بی سے تو کوئی مشورہ نہ کیا براہ راست اس نے نئے بادشاہ ابراہیم شاہ سے بات کی اور مرتضیٰ نظام کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر روانہ کر دیا دونوں لشکریوں کے درمیان ہولناک جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں چاند بی بی کے بھائی مرتضیٰ کے لشکر کو بدترین شکست ہوئی اور وہ فرار ہو گیا۔ اس فتح کے نتیجے میں بیجاپور کے لشکر کو مال غنیمت میں بہت کچھ ملا اس فتح سے بیجاپور شہر میں خوشیاں منائی گئیں تمام گلی کوچوں اور بازاروں میں شربت تقسیم کیا گیا چاند بی بی بھی ان خوشیوں سے علیحدہ نہیں رہ سکتی تھی لہٰذا اس نے بھی حصہ لیا اور کشور خان کو اس نے حکم دیا کہ تمام امیروں کو خلق عطا کی جائے۔ غرض چاند بی بی کے زیر انتظام چلنے والے بیجاپوری لشکر نے اس کے میکے کے لشکر کو شکست دی تھی۔

تاہم اس جنگ کے بعد چاند بی بی نے یہ حکم دیا کہ اس جنگ کے دوران اس کے بھائی کے لشکر کے جو ہاتھی ہاتھ لگے ہیں وہ شاہی اصطبل میں داخل کر دیئے جائیں اس لئے کہ وہ ہاتھی امراء نے آپس میں تقسیم کر لئے تھے چنانچہ امراء نے چاند بی بی کا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا اور آپس میں صلاح مشورہ

aiourdubooks.net

کرنے لگے بعد میں یہ رائے دی کہ چاند بی بی کی خدمت میں ایک عرض نامہ ارسال کیا جائے جس میں اصل حقیقت بیان کی جائے کیونکہ یہ مشورہ کشور خان نے دیا تھا لہٰذا ان امراء نے یہ بھی پسند کیا کہ چاند بی بی سے یہ بھی درخواست کی جائے کہ وہ کشور خان کو علیحدہ کر کے اس کی جگہ مصطفیٰ کو حکومت کا نظم و نسق چلانے پر مقرر کرے۔

جس وقت امراء میں یہ سازشی کھچڑی پک رہی تھی اس وقت بیجاپور میں یہ بھی خبریں آنی شروع ہوئیں کہ چاند بی بی کا بھائی اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے زور و شور سے تیاریوں میں لگا ہوا ہے۔ چنانچہ بعض امراء نے مشورہ دیا کیونکہ اس وقت اپنی شکست کا سن کر مرتضیٰ نظام شاہ بذات خود لڑنے کے لئے تیاریوں میں لگا ہوا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم لوگ فی الحال خاموش رہیں اور نظام شاہ کے فتنے کو دبا کر خود پایۂ تخت میں حاضر ہوں اور چاند بی بی کی رائے کے مطابق اس کو طے کریں۔

چنانچہ اس خاموشی سے کشور خان نے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا چونکہ چاند بی بی کے تحت دو امیر سرکردہ ہو گئے تھے سارا نظم و نسق ان کے ہاتھ میں تھا ایک مصطفیٰ خان اور دوسرا کشور خان چاند بی بی کا جھکاؤ زیادہ مصطفیٰ خان کی طرف تھا اور اسے کشور خان ناپسند کرتا تھا چنانچہ کشور خان حرکت میں آیا اور اس نے مصطفیٰ خان کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ کشور خان اپنے ذمے کوئی الزام بھی نہیں لینا چاہتا تھا اور مصطفیٰ خان کا خاتمہ بھی کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ شاہی فرمان جاری کیا جائے اس فرمان میں مصطفیٰ خان کے قتل کا حکم صادر کیا جائے

aiourdubooks.net

اس طرح کشور خان پر کوئی حرف گیری نہیں آئے گی۔

چنانچہ اس نے چاند بی بی کی طرف سے ایک حکم نامہ لکھا جس میں مصطفیٰ خان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا اور کسی نہ کسی طرح اس حکم نامے پر کشور خان نے چاند بی بی کی مہر بھی لگا لی ساتھ ہی ایک اور امیر مرزا نورالدین کے ذمے کشور خان نے مصطفیٰ خان کو ہلاک کرنے کی ذمہ داری لگائی چنانچہ مصطفیٰ خان کو ہلاک کر دیا گیا۔

جب مصطفیٰ خان کے قتل کی خبر چاند بی بی کو ہوئی تو اسے بڑا دکھ اور ملال ہوا۔ لہٰذا چاند بی بی کشور خان سے نفرت کرنے لگی اور اس موقع پر چاند بی بی نے انتہائی سخت الفاظ میں کشور خان کی بے عزتی بھی کی۔ کشور نان نے اس موقع پر تو چشم پوشی کی لیکن دل ہی دل میں اس نے چاند بی بی سے انتقام لینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ چنانچہ چند دن کے بعد اس نے بیجاپور کی سلطنت میں یہ خبر مشہور کرنا شروع کر دی تھی کہ چاند بی بی اپنے بھائی اور احمد نگر کے حکمران مرتضیٰ نظام شاہ کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور بیجاپور کی سلطنت کے راز خفیہ طور پر اپنے بھائی مرتضیٰ کو پہنچاتی رہتی ہے اور عادل شاہی مملکت سرحدی علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے وہ اپنے بھائی مرتضیٰ کو اکساتی بھی ہے۔

چنانچہ مملکت کے اندر یہ خبریں گردش کرنے لگیں تب کشور خان بیجاپور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاند بی بی کے خلاف اسے خوب بھڑکایا اس نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ بھی مشورہ دیا کہ چاند بی بی کو کچھ عرصہ کے لئے ستارہ نام کے قلعے میں قید کر دینا چاہئے ورنہ وہ اپنے بھائی مرتضیٰ کے

aiourdubooks.net

ساتھ مل کر بیجاپور کی سلطنت کے خلاف سازش کرتی رہے گی اور نقصان پہنچائے گی جب نظام شاہی جھگڑوں سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا تو چاند بی بی کو دوبارہ شاہی محل میں بلالیا جائے گا۔

ابراہیم عادل شاہ اپنی کم عمری کی وجہ سے ان جہاندیدہ امراء کے سامنے بالکل بے بس اور مجبور تھا۔ اس کے علاوہ سلطنت کے معاملات میں اس کی کوئی رائے کوئی خاص وقعت نہ تھی۔ چنانچہ کشور خان اپنی بات پر زور دیتا رہا اور چاند بی بی کو وہ گرفتار کر کے زندان میں ڈالنے کے لئے سخت بے قرار بھی تھا۔ چاند بی بی کو بھی اس کا علم ہو گیا تھا چنانچہ چاند بی بی شاہی محل حرم سے باہر نکلنے کا نام ہی نہ لیتی تھی اس کے علاوہ محل کی بوڑھی عورتیں اور قدیم خواجہ سرا بھی چاند بی بی کو زبردستی باہر لے جانے میں مانع آتے تھے۔

کشور خان نے دیکھا کہ چاند بی بی کسی طرح قابو میں نہیں آتی تو اس نے خواجہ سراؤں اور کچھ عورتوں کو شاہی محل میں بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ زبردستی چاند بی بی کو اٹھالائیں ان لوگوں نے کشور خان کے حکم کی تعمیل کی اور چاند بی بی کو جبراً شاہی محل سے نکال کر اور ایک پالکی میں بٹھا کر ستارہ نام کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔

اسی دوران کشور خان کی بھی بدبختی اٹھ کھڑی ہوئی۔ امراء کا ایک طبقہ اس کے خلاف ہونے لگا جس سے کشور خان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ چنانچہ اس نے مملکت کے خزانے کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیا اور اپنے ساتھ اپنے چار سو جانثاروں کو لے کر بیجاپور سے بھاگ نکلا اس کا خیال تھا کیونکہ مرتضیٰ نظام بیجاپور

aiourdubooks.net

پر حملہ آور ہوا تھا لہٰذا بیجاپور والوں سے وہ نفرت کرتا ہوگا اور وہ اسی کے پاس جا کر رہے گا لیکن مرتضیٰ نظام کو خبر ہو چکی تھی کہ کشور خان کی وجہ سے اس کی بہن چاند بی بی کو زندان میں ڈالا گیا ہے لہٰذا وہ بھی کشور خان کو ناپسند کرنے لگا تھا۔ کشور خان کو راستے ہی میں خبر ہوگئی کہ اسے احمد نگر کا رخ نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ احمد نگر کا حکمران مرتضیٰ نظام اسے ناپسند کرتا ہے کہیں ایسا نہ ہو اسے موت کے گھاٹ ہی اتار دے چنانچہ اس نے گولکنڈہ کا رخ کیا گولکنڈہ قطب شاہی سلطنت کا مرکزی شہر تھا اور وہاں کے حکمران کی بیوی بھی چاند بی بی کی بڑی بہن تھی کشور خان جب وہاں پہنچا تو اسے ایک شخص نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس طرح مصطفیٰ خان کا قاتل بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا کشور خان کے مارے جانے کے بعد چاند بی بی کو زندان سے نکالا گیا اور اسے واپس محل میں لایا گیا کشور خان کی جگہ چاند بی بی کے ساتھ ایک اور سالار اخلاص خان کام کرنے لگا تھا۔

اب مملکت کا سارا انتظام ایک طرح سے چاند بی بی ہی کے ہاتھ میں تھا یہ صورت حال برار، بیدر اور گولکنڈہ کے حکمرانوں کو پسند نہ آئی۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ بیجاپور پر حملہ آور ہو کر اپنے لئے فوائد حاصل کرنے چاہئے ان لوگوں کا خیال تھا کہ چاند بی بی ان کا مقابلہ نہ کر پائے گی لہٰذا وہ بیجاپور کی مملکت کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر کے آپس میں تقسیم کر لیں گے چنانچہ ان تینوں قوتوں نے ایک خاصا بڑا لشکر تیار کیا اور بیجاپور پر حملہ آور ہونے کے لئے پیش قدمی کرنی شروع کی۔

دوسری طرف چاند بی بی کو بھی ان کے حملہ آور ہونے کی خبر ہوگئی لہٰذا اس

aiourdubooks.net

نے بھی اپنی تیاریوں کو آخری شکل دے دی تھی۔ چنانچہ اس موقع پر چاند بی بی نے بڑی جرأت مندی، بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا، دشمنوں کی آمد کی وجہ سے وہ ذرا برابر بھی خوف زدہ نہ ہوئی اور ڈٹ کر اس نے حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کر لیا حملہ آوروں نے آتے ہی بیجاپور کا محاصرہ کر لیا جتنے دن بھی انہوں نے بیجاپور کا محاصرہ کئے رکھا چاند بی بی برابر ایک مورچے سے دوسرے مورچے میں جاتی رہی یہاں تک کہ ایک موقع پر جب کہ بارش بہت تیزی سے ہو رہی تھی اور ایک جگہ فصیل میں شگاف بھی پڑ گیا تھا لیکن چاند بی بی وہاں اس شگاف کی حفاظت کے لئے خود کھڑی رہی اور اپنے سامنے بند کرا دیا۔

یہ محاصرہ پورے ایک سال تک رہا اور پورا ایک سال چاند بی بی بڑی جواں مردی سے تینوں حملہ آوروں کا مقابلہ کرتی رہی اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

چاند بی بی کو یہ بھی غم اور کرب تھا کہ بیجاپور سے اس کے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کے تعلقات اچھے نہیں ہیں وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ بیجاپور پر کوئی حملہ آور ہو اور نہ ہی یہ پسند کرتی تھی کہ اس کے بھائی مرتضیٰ نظام کو کوئی نقصان پہنچے چنانچہ جس طرح ماضی میں عادل شاہی اور نظام شاہی سلطنتوں کے درمیان جھگڑے اٹھے تھے جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور چاند بی بی کا رشتہ علی عادل شاہ کو دے کر دونوں مملکتوں کے درمیان صلح صفائی محبت اور آشتی قائم کردی گئی تھی۔ چاند بی بی نے پھر یہی سلسلہ قائم کرنا چاہا۔ چنانچہ اس نے اس سلسلے میں اپنے بھائی مرتضیٰ نظام سے رابطہ قائم کیا۔ چنانچہ نظام نے ابراہیم عادل شاہ کو محبت آمیز خط لکھا اور اس خط میں مرتضیٰ نظام نے اپنے بیٹے میران شاہ حسین کی شادی ابراہیم عادل شاہ کی بہن خدیجہ سلطانہ سے کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ چاند بی بی کیونکہ یہی چاہتی تھی لہٰذا ابراہیم عادل شاہ نے بھی بخوشی اسے تسلیم کرلیا چنانچہ احمد نگر کے بادشاہ مرتضیٰ نظام کے بیٹے میران شاہ یعنی چاند بی بی کے بھتیجے اور ابراہیم عادل شاہ کی بہن خدیجہ سلطانہ کی شادی کا اہتمام بڑی دھوم دھام سے کردیا گیا اس

aiourdubooks.net

طرح خدیجہ سلطانہ رخصت ہو کر بیجاپور سے احمد نگر روانہ ہوئی۔

اس موقع پر پہلی بار چاند بی بی بیجاپور سے نکل کر اپنے آبائی شہر احمد نگر گئی تھی اس لئے کہ اسے اپنے بھائی نظام سے ملنے کی بڑی آرزو اور خواہش تھی احمد نگر پہنچ کر چاند بی بی نے اندازہ لگایا کہ وہاں کے حالات دن بدن خراب ہوتے جارہے ہیں چنانچہ وہاں کے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے اسے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا وہ وہاں قیام کرنا چاہتی تھی کہ بیجاپور میں ابراہیم عادل شاہ کی شادی کا مسئلہ اٹھا جس کی بناء پر چاند بی بی کو احمد نگر سے واپس بیجاپور آنا پڑا۔

چنانچہ چاند بی بی احمد نگر سے بیجاپور پہنچی اور ابراہیم عادل شاہ نے اس پر انکشاف کیا کہ وہ قطب شاہی مملکت کے حکمران ابراہیم قطب شاہ کی بیٹی کو پسند کرتا ہے چنانچہ اس کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گولکنڈہ کی طرف قاصد بھجوائے گئے اور رشتہ مانگا گیا اور قطب شاہیوں نے یہ رشتہ تسلیم کر لیا لیکن اسی دوران ایک اور مصیبت اٹھ کھڑی ہوئی اس لئے کہ جب ابراہیم عادل شاہ اور قطب شاہی شہزادی کا نکاح ہو گیا اور اس نکاح کی اطلاع احمد نگر کے حکمران مرتضٰی نظام شاہ کو ہوئی تو وہ بڑا خفا اور برہم ہوا اس لئے کہ شہزادی کا جس سے نکاح ہوا تھا وہ ابراہیم قطب شاہ کی بیٹی اور گولکنڈہ کے موجودہ حکمران محمد قلی قطب شاہ کی بہن تھی اس کے علاوہ وہ مرتضٰی نظام شاہ کی بھانجی تھی اس لئے کہ چاند بی بی کی بہن کی شادی وہاں ہوئی تھی۔

چنانچہ جب محمد قلی قطب شاہ کو مرتضٰی نظام شاہ کی اس خفگی اور ناراضگی کا علم ہوا تو اس نے اپنی بہن کی رخصتی کو موخر کر دیا۔

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

بیجاپور کے حکمران ابراہیم عادل شاہ کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ بڑا برہم ہوا اس نے ارادہ کرلیا کہ پہلے احمد نگر پر حملہ آور ہو کر مرتضٰی نظام شاہ سے نمٹے گا اس کے بعد گولکنڈہ پر حملہ آور ہو کر محمد قلی کو سیدھا کر کے اپنی بیوی کی رخصتی کا اہتمام کرے گا چنانچہ ایک جرار لشکر اس نے تیار کیا اور پہلے اس نے احمد نگر کا رخ کیا یہ سارے حالات چاند بی بی کے لئے بڑے پریشان کن تھے۔

پھر حالات نے اچانک پلٹا کھایا ابراہیم عادل شاہ کو راستے ہی میں خبر ہوگئی کہ مرتضٰی نظام اس کے خلاف نہیں ہے صرف اس کو یہ رنج ہے کہ یہ رشتہ طے کرنے میں کم از کم اسے بیچ میں رکھنا چاہئے تھا اس لئے کہ لڑکی اس کی بھانجی تھی بہر حال جو غلط فہمیاں اٹھی تھیں وہ دور ہو گئیں اور قطب شاہیوں نے اپنی لڑکی کو رخصت کر کے بیجاپور بھیج دیا اب ایک بار پھر احمد نگر اور بیجاپور کے حالات کافی حد تک مصالحانہ اور درست ہو گئے تھے۔

اسی دوران احمد نگر کے اندرونی حالات خراب ہو گئے ہوا یوں کہ احمد نگر کے امراء سلطنت میں خرابیاں پیدا کرنے کے لئے فتنہ پردازیاں کرنے لگے تھے انہی فتنہ پردازوں نے ایک روز احمد نگر کے بادشاہ مرتضٰی نظام سے کہا۔

کچھ اراکین سلطنت نے یہ طے کیا ہے کہ آپ کو بادشاہ سے معزول کر کے شہزادہ میران حسین کو تخت نشین کر دیا جائے۔

یہ خبر سن کر مرتضٰی نظام کے تن بدن میں آگ لگ گئی وہ یہ خیال کرنے لگا اس کا اپنا بیٹا میران حسین کچھ اراکین سلطنت کے ساتھ ساز باز کر کے اسے تاج وتخت سے محروم کرنا چاہتا ہے لہٰذا مرتضٰی شاہ اپنے بیٹے میران شاہ کو قتل کرنے پر

aiourdubooks.net

آمادہ ہو گیا اس موقع پر مرتضیٰ نظام نے اپنے بیٹے میران شاہ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن سلطنت کے کچھ سرکردہ امراء کیونکہ میران حسین کے ساتھ تھے لہٰذا وہ بچ نکلا اور گرفتار نہ ہو سکا اس طرح دونوں باپ بیٹے کے درمیان نفرت اور دوری کی خلیج گہری ہوتی چلی گئی پھر ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا اور وہ یہ کہ ایک خواجہ سرا نے سازش سے کام لیتے ہوئے احمد نگر کے بادشاہ مرتضیٰ خان کے کھانے میں زہر ملا دیا اس نے جب یہ کھانا کھایا اس کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور خشکی ہونے لگی اور اس کی آنتوں میں درد رہنے لگا یہاں تک کہ وہ سواری کے قابل نہ رہا اور بیمار پڑ گیا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ مرتضیٰ خان اور میران حسین کے درمیان نفرت اور دوری ایسی گہری ہو چکی تھی کہ جب مرتضیٰ خان بیمار پڑ گیا حرکت کرنے کے قابل نہ رہا تب میران حسین نے سمجھا کہ اب اسے اپنے باپ سے کوئی خطرہ نہیں ہے چنانچہ وہ ایک روز اپنے باپ کے پاس آیا انتہائی بے ادبی اور انتہائی بے مروتی سے وہ اپنے باپ سے پیش آیا اس موقع پر میران حسین نے بڑے ناپسندیدہ الفاظ اپنے باپ کے حق میں ادا کیے یہ الفاظ سن کر احمد نگر کا بادشاہ مرتضیٰ نظام حیرت کی نگاہوں سے اپنے بیٹے میران حسین کی طرف دیکھتا رہا یہاں تک کہ میران حسین نے اپنی تلوار اپنے باپ کے سینے پر رکھ دی اور کہا۔

جی چاہتا ہے کہ تلوار کو تیرے سینے میں اتنے زور سے گھونپ دوں کہ پیٹھ کی طرف نکل جائے۔

اپنے بیٹے کے ان الفاظ پر نظام شاہ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔

aiourdubooks.net

"ارے مردود! اے عاق شدہ بیٹے تیرا باپ اب چند روز کا مہمان ہے تو اگر اس پر رحم کرے تو ٹھیک ہے ورنہ جو تیرے جی میں آئے کر لے۔"

مرتضیٰ نظام شاہ کیونکہ ان دنوں سخت بیمار تھا لہٰذا اس کے بیٹے میران حسین نے من مانی کرنا شروع کر دی تھی چنانچہ اس نے اپنے باپ کو ٹھکانے لگانے کا فیصلہ کر لیا۔ میران حسین نے یہ بھی نہ سوچا کہ اس کا باپ آخری دموں پر ہے چند روز کا مہمان ہے لہٰذا اسے اس کی خدمت کرنی چاہئے بیماری کی حالت میں بھی اس نے اپنے باپ کی حالت پر رحم نہ کھایا اور اس نے حکم دیا کہ بادشاہ کو حمام میں لے جایا جائے حمام کا دروازہ بند کر کے اس کے نیچے انتہائی تیز آگ روشن کی جائے اور حمام کے تمام سوراخ بند کر دیئے جائیں اور بادشاہ تک پانی کی ایک بوند تک نہ پہنچنے دی جائے۔

یوں میران حسین حمام میں اپنے باپ کا خاتمہ کرنے کے بعد احمد نگر کا حکمران ہوا۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

یہ حالات چند بی بی کے لیے نا قابل برداشت تھے چنانچہ ایک بار پھر وہ بیجا پور سے احمد نگر منتقل ہو گئی۔ دوسری طرف میران حسین کو تخت و تاج حاصل کرنے میں اسے ایک امیر مرزا خان نے بڑی مدد کی تھی۔ چنانچہ حکمران بننے کے بعد اس نے مرزا خان کو تمام سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا چنانچہ سازشی مرزا خان نے یہ ارادہ کیا کہ میران حسین کو الگ کر کے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔

دوسری طرف میران حسین شر پسند شکی مزاج اور کینہ پرور انسان تھا۔ اس وجہ سے مرزا کو اپنی آرزو پوری کرنے کا موقع نہ ملا۔ بادشاہ نے اپنے دایہ زادوں اور دوسرے دوستوں کو اپنے امیروں میں شامل کیا اور ہر روز شب روز عیش و عشرت میں بسر کرنے لگا میران شاہ اوباش اور بدمعاش قسم کا انسان تھا اس کی عادت تھی کہ وہ رات کے وقت مست اور سرشار ہو کر اوباشوں اور کمینوں کے ہمراہ شہر میں گشت لگایا کرتا تھا اور جو شخص بھی سامنے آتا اسے ہلاک کر دیا کرتا تھا۔ چاند بی بی کے لئے اپنے بھتیجے میران حسین کے یہ سارے کارنامے نا قابل برداشت تھے۔

aiourdubooks.net

چاند بی بی تو اپنے باپ کی سلطنت کو سنوارنے آئی تھی لیکن یہاں حالات دن بدن خراب ہوتے چلے جا رہے تھے وہ آنکھیں بند کر کے مرزا خان پر اعتبار کیا کرتا تھا یہاں تک کہ اس کے بدکردار دوستوں کے ایک گروہ نے ایک بار اس سے کہا۔

مرزا خان نے تمہارے باپ مرتضیٰ نظام شاہ کے بھائی شہزادہ قاسم کو قلعہ جنیر سے خفیہ طور پر اپنے مکان میں ٹھہرایا ہے تاکہ موقع پا کر تم کو معزول کر دیا جائے اور قاسم کو تاج و تخت کا مالک بنا دیا جائے۔

یہ سن کر میران حسین بڑا پریشان ہوا لہٰذا اس نے فوراً مرزا خان کو گرفتار کر لیا۔ دوسرے دن بادشاہ کو علم ہوا کہ مرزا خان کے بارے میں جو کچھ اسے بتایا گیا تھا وہ سب کچھ غلط ہے چنانچہ بادشاہ نے مرزا خان کو رہا کر کے اس کے منصب پر اسے بحال کر دیا اور اس کی پہلے کی طرح عزت افزائی کرنے لگا۔

اب مرزا خان کا اقتدار پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا تھا بادشاہ کے رضائی بھائی آنکس خان اور طاہر خان کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ ہر وقت بادشاہ میران حسین سے مرزا خان کی شکایتیں کرنے لگے۔ میران حسین بھی اپنے بھائیوں کی شکایتوں سے متاثر ہوا کبھی کہتا میں مرزا خان کو ہاتھی کے پاؤں تلے کچلوا دوں گا کبھی کہتا میں گرفتار کر کے تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا اور یہ ساری خبریں مرزا خان تک بھی پہنچنے لگیں۔

چنانچہ مرزا خان کو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ اس سے متعلق کن کن خیالات کا اظہار کر رہا ہے چنانچہ اس نے اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے میران حسین کو

aiourdubooks.net

معزول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ مرزا خان نے ایک بہت بڑا قدم اٹھایا چاند بی بی کے ایک بھائی کا نام برہان شاہ تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام ابراہیم اور دوسرے کا نام اسماعیل، دونوں بھاگ کر آگرہ میں شہنشاہ اکبر کے پاس چلے گئے تھے مرزا خان نے ان میں سے اسماعیل کو احمد نگر کے تاج و تخت کا مالک بنانے کا تہیہ کرلیا چنانچہ اس نے اسماعیل کو بلایا اس کے بعد مرزا خان نے اپنے سارے حلیفوں اور بہی خواہوں کو جمع کیا اور قلعے کا دروازہ بند کر کے بادشاہ میران حسین کو گرفتار کرلیا۔ چنانچہ میران حسین کو گرفتار کرنے کے بعد مرزا خان نے اسماعیل کو احمد نگر کا بادشاہ بنا دیا اس وقت اسماعیل کی عمر صرف نو سال کی تھی۔

جس وقت یہ ہنگامہ آرائی ہو رہی تھی اس وقت قلعے کے دروازے پر میران حسین کا وفادار سالار جمال خان نمودار ہوا اس نے میران حسین سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا اور مرزا خان سے کہا ہمیں یا تو بادشاہ کی صورت دکھائی جائے یا ہمیں اس کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے اس لئے کہ جمال خان کو شک ہو گیا تھا کہ میران حسین کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔

چنانچہ مرزا خان نے نہایت متکبرانہ انداز میں کہا۔

"میران حسین اس قابل نہیں ہے کہ اسے بادشاہ رکھا جائے اب ہم سب کا بادشاہ اسماعیل ہے وہ ابھی باہر آ کر تم سب کا سلام قبول کرے گا۔"

جمال خان برہم ہوا اور سارے شہر میں منادی کرادی کہ مرزا خان نے میران حسین کو قید کرلیا اور کسی اور کو بادشاہ بنالیا ہے۔

aiourdubooks.net

چنانچہ جمال خان کی اس منادی سے لوگوں کے اندر اشتعال پھیل گیا اور لوگ گروہ در گروہ قلعے کے پاس جمع ہونے لگے حتیٰ کہ پانچ چھ ہزار افراد کا مجمع وہاں جمع ہو گیا اور ان کے ساتھ جمال خان نے قلعے پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کر لیا۔

مرزا خان نے ان کا مقابلہ کرنے کا تہیہ کر لیا اس موقع پر کسی نے مرزا خان کو یہ مشورہ دیا کہ یہ ساری ہنگامہ آرائی اور ساری تگ و دو کیونکہ میران حسین کی وجہ سے ہو رہی ہے اگر میران حسین کو ہی ختم کر دیا جائے تو معاملہ ہی ختم ہو جائے گا چنانچہ مرزا خان کو یہ بات پسند آئی اس نے میران حسین کو قتل کر دیا اس کے بعد مرزا خان نے میران حسین کا کٹا ہوا سر قلعے کے دروازے کے برج پر لٹکا دیا اور ساتھ ہی بلند آواز میں لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔

تم لوگوں کا شور شرابا میران حسین کے لئے تھا اس کا سر حاضر ہے تم لوگوں کو چاہئے کہ اسماعیل بن برہان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لو اور اس کی اطاعت اور وفاداری کا عہد کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔

میران حسین کیونکہ چاند بی بی کا بھتیجا تھا اور حالات کچھ ایسے پیچیدہ ہو گئے تھے کہ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی باغی احمد نگر کے اندر دندناتے پھر رہے تھے اسی دوران مرزا خان سے نمٹنے کے لئے میران حسین کے مخلص سالار جمال خان نے ایک ترکیب استعمال کی جس وقت میران حسین کا سر کاٹ کر برج کے سامنے لٹکایا گیا اس وقت قلعے کے پاس سے لگ بھگ سو بیل گزر رہے تھے جن کے اوپر خشک چارہ لدا ہوا تھا۔

aiourdubooks.net

جمال خان نے ان بیلوں کو روک لیا ان کے اوپر جو خشک چارہ لدا ہوا تھا اس کے ڈھیر قلعے کے دروازے کے سامنے لگا دیئے اور چارے کو آگ لگا دی خشک چارے نے فوراً آگ پکڑ لی اور چاروں طرف جب آگ بھڑک اٹھی تو قلعے کا دروازہ بھی جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس طرح جمال خان اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرزا خان اور اس کے ہمنواؤں کے خلاف حرکت میں آیا ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا جبکہ مرزا خان اپنی جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔

مرزا خان کی بدقسمتی کہ چار دن بعد اسے جیر کے مقام پر گرفتار کر لیا گیا اسے جمال خان کے سامنے پیش کیا گیا اور جمال خان کے حکم کے مطابق پہلے تو اسے گدھے پر سوار کر کے چاروں طرف گھمایا گیا بعد میں اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔

چاند بی بی کے بھتیجے میران حسین نے کل دو سال تین دن تک حکومت کی چونکہ اس نے اپنے باپ کا انجام برا کیا تھا سو اس کا اپنا انجام بھی برا ہوا جس طرح ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے ہلاک کر دیا تھا تو وہ ایک سال بعد خود بھی مارا گیا جس طرح عباسی خلیفہ مستنصر باللہ نے اپنے باپ متوکل باللہ کو قتل کرنے میں کردار ادا کیا تو وہ خود بھی سال بھر سے زیادہ تخت پر نہ بیٹھا بالکل ایسا ہی واقعہ میران حسین کے ساتھ ہی پیش آیا اس نے اپنے باپ کی جان لی تھی اپنے باپ کو حمام کے اندر گرم کر کے اس نے مار دیا تھا لہٰذا اس کا اپنا انجام بھی برا ہوا اس طرح چاند بی بی کے بھتیجے میران حسین کا خاتمہ ہوا اور اب

aiourdubooks.net

میران حسین کا سوتیلا بھتیجا اسماعیل احمد نگر کا حکمران بن گیا تھا۔ اسماعیل بھی احمد نگر کے روز بروز خراب ہوتے حالات پر گرفت نہ کر سکا۔ امراء کا ایک گروہ اس کے خلاف ہو گیا۔ وہ بھی تخت و تاج سے محروم کر دیا گیا اس کی جگہ برہان نظام کو بادشاہ بنا دیا گیا اس کی حکومت بھی مختصر عرصے کے لئے رہی اور اس کی جگہ ابراہیم نظام کو احمد نگر کا حکمران بنا دیا گیا جب ابراہیم نظام احمد نگر کا حکمران بنا تو ایک امیر میاں منجوں کو اس کا وزیر مقرر کیا یہ شخص میاں منجوں دکنی کہلاتا تھا جب ابراہیم نظام شاہ احمد نگر کا حکمران بنا تو اس کے امراء ان دنوں دو بڑے گروہوں میں تقسیم تھے ایک گروہ اسی میاں منجوں دکنی کا خیر خواہ تھا اور دوسرا گروہ ایک اور سرکردہ امیر اخلاص خان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا تھا یہ دونوں گروہ ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ اور بے نیاز رہتے اور ان ہی کی وجہ سے احمد نگر کی مملکت میں انتشار پھیلا ہوا تھا اس طوائف الملوکی کا یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت کے تمام آب و تاب جاتی رہی ہر شخص اپنے آپ میں مست رہنے لگا کسی کو کسی کا خیال تک نہ تھا۔ یہی وہ حالات تھے جو چاند بیؒ بی کے لئے انتہائی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت تھے۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

اسی دوران ایک اور حادثہ پیش آیا وہ یہ کہ ابراہیم عادل شاہ کا ایک سفیر احمد نگر میں داخل ہوا۔ اس سے ناروا سلوک کیا گیا اور ایک طرح سے اس کی بے عزتی کی گئی۔ یہ صورت حال بیجاپور کے حکمران عادل شاہ کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ عادل شاہ جو اصل میں ابراہیم عادل شاہ تھا اس نے فیصلہ کیا کہ احمد نگر کے حالات ابتر ہو رہے ہیں لہٰذا اس پر حملہ آور ہو کر اس کے حالات بہتر بنانے چاہئیں یہ سوچ کر اس نے ایک لشکر تیار کیا اور احمد نگر پر حملہ آور ہونے کو روانہ کیا۔

اب احمد نگر میں دو گروہ تھے ایک اخلاص خان کا اور دوسرا میاں منجوں کا اخلاص خان اور اس کے ساتھیوں کی یہ رائے تھی کہ لشکر جمع کر کے سرحد پر بیجاپور کے حکمران کا مقابلہ کرنا چاہئے جبکہ میاں منجوں کی یہ رائے تھی کہ مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ہماری اتنی عسکری قوت نہیں ہے کہ ہم بیجاپور کا مقابلہ کر سکیں لہٰذا اس وقت ہمیں اپنے کچھ آدمیوں کو تحفے تحائف دے کر بیجاپور کے حکمران کو راضی کر لینا چاہئے۔

aiourdubooks.net

لیکن اخلاص خان بہت نا سمجھ اور کوتاہ اندیش تھا وہ اپنی رائے پر اڑا رہا یہاں منجوں کی ایک نہ مانی احمد نگر کا بادشاہ ابراہیم نظام شاہ بھی اخلاص خان کا طرف دار تھا لہٰذا وہ لشکر لے کر روانہ ہوئے جب یہ نظام شاہی لشکر سرحد پر پہنچا تو میاں منجوں نے ایک بار پھر ان لوگوں کو سمجھانے کی غرض سے ایک مجلس منعقد کی اور کہا۔

بیجاپور کا حکمران اپنے ملک میں بیٹھا ہوا ہے اس کے لشکر نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا یہ امر کسی طرح مناسب نہیں کہ جنگ کا آغاز ہماری طرف سے ہو صلح کے دروازے اب بھی کھلے ہوئے ہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ نرمی اور دوستی کو اپنا شعار بنایا جائے اور جنگ سے کنارہ کشی کی جائے۔

ابراہیم اس وقت شراب کے نشے میں دھت تھا اسے اچھائی برائی کی کوئی تمیز نہ تھی۔ چنانچہ میاں منجوں کی تجویز رد کر دی اس موقع پر میاں منجوں کو خبر ہوئی کہ عادل شاہیوں کا ایک لشکر حمید خان حبشی کی سرکردگی میں پیش قدمی کر رہا ہے چنانچہ میاں منجوں نے حمید خان حبشی کے نام پیغام بھیجا۔

ہمارا بادشاہ جوانی کے نشے میں سرشار ہے ابھی ناتجربہ کار ہے اس کے مقربین انتہائی بدفطرت اور کینہ پرور ہیں اس پر ستم یہ کہ بادشاہ شراب میں دبا رہتا ہے اور ہوش حواس ٹھکانے نہیں اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ آج کے دن معرکہ آرائی سے باز رہیں ہو سکتا ہے کہ ہم اس دوران موقع پا کر بادشاہ کو حالات کے نشیب و فراز سے آگاہ کر کے واپس کر دیں چنانچہ حمید خان نے جنگ سے کنارہ کشی اختیار کئے رکھی۔

aiourdubooks.net

حمیدہ خان نے جنگ سے ہاتھ کھینچا تو ابراہیم نظام شاہ کیونکہ اصل حقیقت کی خبر نہ تھی اس نے سمجھا کہ حمید خان نے اس کے مقابلے سے خائف ہوگیا ہے بھاگ گیا ہے لہٰذا وہ سارا دن اسی میدان میں کھڑا رہا رات ہوئی تو میاں منجوں اور اس کے ساتھیوں نے ایک بار پھر بادشاہ کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانا۔

حمید خان کو جب اس صورت حال سے آگاہی ہوئی تو اس نے بھی جلد از جلد اپنے لشکر کو تیار کیا اور خم ٹھونک کر احمد نگر کے لشکر کے سامنے آیا خوف ناک جنگ ہوئی جس کے درمیان میں ایک عادل شاہی سوار نے ابراہیم پر نیزے سے حملہ کیا اور وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا اور زمین پر گرتے ہی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اس نے صرف دو دن کم چار مہینے حکومت کی۔ اس کے مارے جانے کے بعد میاں منجوں نے بڑی تیزی اور برق رفتاری سے احمد نگر کا رخ کیا اور اس نے احمد نامی ایک بارہ سالہ لڑکے کو جو نظام شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اسے دولت آباد سے بلا کر تخت نشین کیا جبکہ مرنے والے بادشاہ ابراہیم نظام کے شیر خوار بیٹے کو جیر کے قلعے جوند میں قید کر دیا اب جو حالات احمد نگر میں پیدا ہوئے تھے وہ کیونکہ اپنی انتہا تک پہنچ گئے تھے لہٰذا چاند بی بی زیادہ برداشت نہ کر سکی اور اب اس نے عملی طور پر حالات کو درست کرنے کے لئے سامنے آنے کا تہیہ کر لیا۔

گو میاں منجوں نے ایک شخص احمد شاہ کو جو ابھی بارہ سال کا کم سن لڑکا ہی تھا حکمران بنا دیا تھا احمد نگر کے خزانے پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن احمد نگر کے بہت

aiourdubooks.net

سے امراء جن میں چاند سلطان نمایاں تھا وہ مرنے والے ابراہیم نظام کے بیٹے بہادر شاہ کے حق میں تھا اور اسی بہادر شاہ کو میاں منجوں نے جوند کے قلعے میں نظر بند کر دیا تھا جہاں تک چاند بی بی کا تعلق تھا تو چاند بی بی بھی اسی بہادر شاہ کے حق میں تھی اسی دوران یہ افواہیں اڑنے لگیں کہ احمد شاہ جسے احمد نگر کا حکمران بنایا گیا تھا اس کا تعلق نظام شاہی خاندان سے نہیں ہے یہ خبر سن کر اخلاص خان اور دوسرے امراء کو بڑی شرمندگی ہوئی اور احمد شاہ کو معزول کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

چنانچہ اس معاملے کی تحقیقات کرنے کا فیصلہ کیا گیا دراصل جس وقت چاند بی بی کا باپ حسین نظام شاہ تخت پر بیٹھا تھا تو حسین نظام شاہ کے کچھ حقیقی بھائی تھے جن میں محمد خدابندہ شاہ علی محمد باقر عبدالقادر اور شاہ حیدر نمایاں تھے وہ حسین نظام کے خوف سے چاروں ہندوستان کے مختلف حصوں میں جا کر بس گئے تھے اور عافیت سے رہنا شروع کر دیا تھا۔

چاند بی بی کا بھائی مرتضٰی نظام کے عہد حکومت میں شاہ طاہر نامی ایک شخص حیدر آباد سے آیا اور اس نے دعوٰی کیا کہ محمد خدابندہ نے فلاں تاریخ کو تلنگانہ میں سفر آخرت اختیار کیا اور میں اس کا صلبی بیٹا ہوں اور غم روزگار اور طرح طرح کی پریشانیوں کی وجہ سے میں اپنے موروثی ملک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا ہوں۔

مرتضٰی نظام شاہ کے امیروں خاص طور پر صلابت خان نے اس معاملے میں تحقیق کی لیکن کیونکہ ایک زمانہ گزر چکا تھا لہٰذا شاہ طاہر کے سچا یا جھوٹا ہونا

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو باآسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

ثابت نہ ہو سکا امراء نے ذرا احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے شاہ طاہر کو ایک قلعے میں بند کر دیا اور چند ایسے افراد کو جو محمد خدا بندہ کو اچھی طرح جانتے تھے برہان شاہ ثانی کے پاس روانہ کیا جو ان دنوں اکبر بادشاہ کے پاس آگرہ میں مقیم تھا۔

نظام شاہی امیر نے برہان شاہ کو یہ پیغام دیا اس حلیے کا ایک آدمی جو اپنا نام شاہ طاہر بتاتا ہے احمد نگر میں ہمارے پاس آیا ہے اس کا دعویٰ ہے کہ وہ محمد خدا بندہ کا بیٹا ہے کیونکہ شہزادہ سلطان محمد کی زندگی کا بیشتر حصہ اس علاقے میں بسر ہوا ہے اس لئے یقین ہے کہ آپ کو شہزادے کے حالات سے اطلاع ہوگی اگر آپ اس سلسلے میں کچھ بتائیں تو ہم آپ کے بڑے ممنون ہوں گے۔

برہان شاہ نے اس پیغام کا جواب یہ دیا۔

محمد خدا بندہ کا انتقال میرے ہی مکان میں ہوا تھا اور اس کے تمام متعلقین، عورتیں اور مرد میرے ہی گھر میں مقیم ہیں اگر کوئی شخص آپ کو سلطان محمد کا بیٹا بتاتا ہے تو وہ بالکل جھوٹا ہے۔

یہ حقیقت واضح ہوئی تو اس دور کے سرکردہ امیروں میں سے صلابت خان وغیرہ اصل حقیقت سے تو واقف ہو گئے مگر وہ عام لوگوں کو اس امر کا یقین نہ دلا سکے کہ شاہ طاہر جھوٹا ہے لہٰذا انہوں نے اس شخص کو قلعے میں بند رہنے دیا تاکہ وہ قید کے عالم میں وفات پا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا شاہ طاہر نے دوران اسیری انتقال کیا اور اب احمد نام کا وہ شخص جسے احمد نگر کا حکمران بنایا گیا تھا وہ اسی طاہر شاہ کا بیٹا تھا جسے میاں منجوں نے شاہی خاندان کا رکن سمجھ کر اسے تخت و

aiourdubooks.net

تاج کا مالک بنا دیا تھا۔

اب صورت حال زیادہ گھمبیر ہوگئی تھی میاں منجوں احمد شاہ کو احمد نگر کا بادشاہ تسلیم کر رہا تھا جبکہ دوسرا گروہ جس کی کمانداری اخلاص خان کے ہاتھ میں تھی وہ اب احمد خان کا مخالف ہو چکا تھا وہ یہ خیال کرنے لگے تھے کہ احمد کا شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہیں لہذا کسی بھی صورت اسے بادشاہ کی حیثیت سے قبول نہیں کیا جاسکتا چنانچہ دونوں گروہ آپس میں ٹکرانے لگے ان کا سب سے بڑا ٹکراؤ ذوالحجہ کے مہینے میں کالا چبوترا کے پاس ہوا دونوں گروہ بری طرح ایک دوسرے سے ٹکرائے اس موقع پر میاں منجوں نے احمد شاہ کو ایک برج کے اوپر بٹھایا شاہی چھتر اس کے سر پر سایہ فگن کیا اور ایک طرح سے لوگوں کو یہ دکھانا چاہا کہ احمد نگر کا بادشاہ احمد شاہ ہی ہے اب اندر ہی اندر ایک تیسرا گروہ بھی جنم لے رہا تھا اور وہ گروہ چاند بی بی کا تھا۔ چاند بی بی اخلاص خان کے حق میں تھی اور نہ میاں منجوں کی طرف دار تھی وہ ہر اس گروہ کا ساتھ دینے کے لئے تیار تھی جو دولت آباد میں قید میں ڈالے جانے والے نظام شاہی خاندان کے لڑکے بہادر شاہ کو تاج و تخت کا مالک تسلیم کرے چنانچہ تینوں گروہ اندر ہی اندر ایک دوسرے کے خاتمے کے درپے ہو گئے تھے۔

کالا چبوترا کے پاس جب اخلاص خان اور میاں منجوں دونوں کے گروہ آپس میں ٹکرائے اور کوئی فیصلہ نہ ہوا تب دونوں پھر زور شور سے تیاری کرنے لگے میاں منجوں نے اپنے ایک ساتھی سالار میاں حسن کو رات کے وقت بہترین قسم کے سات سو سواروں کے ساتھ اخلاص کے ساتھیوں پر حملہ آور ہونے کے

aiourdubooks.net

حال سے اسے آگاہ کریں شہنشاہ اکبر کو ان لوگوں نے احمد سے متعلق یہ اطلاع دی کہ احمد نگر کے امراء اور حکمران طبقہ اکبر کی بالادستی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور یہ اطلاع پا کر اکبر سخت طیش میں آیا چنانچہ اس نے اپنے لڑکے مراد کو شروع میں گجرات کی طرف بھیجا تھا تاہم اسے یہ اجازت دے دی تھی کہ وہ احمد نگر پر حملہ آور ہو کر اس پر قبضہ کر سکتا ہے ساتھ ہی اکبر نے اپنے بیٹے مراد کو دکن کے معاملات میں پوری طرح مداخلت کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی اکبر نے صرف احمد نگر ہی نہیں بیجاپور گولکنڈہ کی مملکتوں پر بھی نگاہ رکھی ہوئی تھی اور ان کی صورت حال سے بھی اس کے مخبر اسے اطلاع کر رہے تھے اب بیجاپور اور گولکنڈہ والوں نے یہ عقل مندی کی کہ انہوں نے اکبر کے نمائندوں کو تحفے، تحائف اور چاپلوسی کے ذریعے مطمئن کر دیا اور آگرہ کے لئے بھی قیمتی تحائف دے کر ایک طرح سے صورت حال کو اپنے حق میں کر لیا احمد نگر کے حالات کیونکہ مختلف تھے وہاں انتشار پھیلا ہوا تھا لہٰذا کسی نے احمد نگر کے حالات سے متعلق شہنشاہ اکبر کو مطمئن کرنے کی کوشش نہ کی اس دوران جب احمد نگر کے میاں منجھو کے قاصد گجرات میں اپنے لشکر کے ساتھ مقیم شہزادہ مراد کے پاس پہنچے اور منجھو کا پیغام شہزادہ مراد کو ملا تو مراد بڑا خوش ہوا اسے تو پہلے ہی شہنشاہ اکبر نے احمد نگر پر حملہ آور ہونے کی اجازت دے رکھی تھی اب جو میاں منجھو نے احمد نگر کے حالات سے اسے آگاہ کیا اور احمد نگر پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی تو شہزادہ مراد فوراً اپنے لشکر کے ساتھ حرکت میں آیا اور احمد نگر کی طرف بڑھا۔

aiourdubooks.net

اب ایک نئی صورت حال یہ سامنے آئی کہ میاں منجوں نے شہزادہ مراد کو تو طلب کرلیا تھا لیکن اس کی اس حرکت کے پندرہ ہی دن بعد احمد نگر میں بھی ایک انقلاب رونما ہوا وہ یہ کہ اس کے مخالف سردار اخلاص کے تحت جو حبشی کام کر رہے تھے ان کے اندر پھوٹ پڑ گئی اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے اور آپس میں بھی ٹکراتے ہوئے ایک طرح سے طوفان بدتمیزی شروع کر دیا اور اس دوران انہیں حبشیوں کا ایک گروہ اخلاص خان کو چھوڑ کر میاں منجوں سے مل گیا اس طرح احمد نگر میں میاں منجوں کی حالت پہلے کی نسبت بہت بہتر ہو گئی۔ اس صورت حال نے میاں منجوں کو بڑا خوش کیا۔ چنانچہ وہ اپنے سارے حمایتیوں کو لے کر نکلا احمد نگر کی نماز گاہ کے قریب وہ اخلاص خان اور اس کے حمایتیوں سے ٹکرایا اور انہیں بدترین شکست دی اخلاص خان اور اس کے حمایتی حبشیوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے موتی نام کے جس جوان کو احمد نگر کا بادشاہ قرار دے رکھا تھا میاں منجوں نے اسے بھی گرفتار کرلیا تھا۔

چونکہ شہزادہ مراد کے احمد نگر پہنچنے سے پہلے ہی میاں منجوں اپنے مخالف پر غالب آ چکا تھا لہٰذا اسے اب مراد کی مدد کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ ادھر مراد احمد نگر پہنچنے کے لئے گجرات سے روانہ ہو چکا تھا چنانچہ اس نے میاں منجوں سے احمد نگر کا قلعہ طلب کیا۔ شہزادہ مراد کے پہنچنے سے پہلے منجوں بڑا گھبرایا اپنے کئے پر پچھتایا اسے اس بات پر بڑا افسوس ہوا کہ اس نے خوانخواہ شہزادہ مراد کو احمد نگر آنے کی اجازت دی چنانچہ اس کا سدباب کرنے کے لئے اس نے قلعے میں غلہ اور دیگر سامان کا معقول اور مناسب انتظام کیا اور اپنے ایک قابل اعتماد امیر انصار خان کو

aiourdubooks.net

قلعے کا نگران مقرر کر کے خود احمد نگر کے بادشاہ احمد شاہ کے ساتھ آٹھ ہزار سواروں کا لشکر لے کر اوسہ کی طرف روانہ ہوا ادھر جانے سے منجوں کا یہ مقصد تھا کہ وہاں پہنچ کر اپنے لشکر میں مزید اضافہ کرے گا اور اس لشکر کے ساتھ اکبر کے بیٹے مراد کی راہ روکنے کی کوشش کرے گا۔

میاں منجوں احمد نگر کے بادشاہ احمد شاہ کو لے کر پہلے قلعہ اوسہ پہنچا اس کی غیر موجودگی میں چاند بی بی نے ایک قدم اٹھایا چاند بی بی کو یہ تو اطلاع ہو چکی تھی کہ میاں منجوں احمد نگر کے بادشاہ احمد شاہ کو لے کر احمد نگر سے جا چکا ہے اور اپنی جگہ اس نے ایک شخص انصار خان کو قلعہ دار بنایا ہے چاند بی بی جانتی تھی کہ انصار خان میاں منجوں کا مخلص ہے اور اسی کا آدمی ہے اسے یہ خدشہ ہوا کہ دوسری طرف شہزادہ مراد بھی احمد نگر پر حملہ آور ہونے کے لئے آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میاں منجوں کا آدمی انصار خان دھوکہ دے کر قلعے کو دشمن کے سپرد کر دے لہٰذا اس نے دشمن کی مدافعت خود کرنے کا ارادہ کیا۔

چنانچہ چاند بی بی نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس کے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ کی دایہ کا بیٹا میاں محب اللہ تھا اس محب اللہ کا ایک بیٹا محمد خان تھا یہ لوگ چاند بی بی اور اس کے خاندان کے بڑے جانثار اور بڑے نمک خوار تھے چنانچہ چاند بی بی نے حالات کو اپنے حق میں کرنے اپنے باپ کی نسل کے لڑکے بہادر خان کو احمد نگر کا حکمران بنانے اور میاں منجوں کے علاوہ اخلاص خان کی آمریت سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اپنے کام کی ابتداء کی اور محب اللہ کے بیٹے محمد خان کو طلب کیا۔

aiourdubooks.net

محمد خان جب چاند بی بی کی خدمت میں حاضر ہوا تو چاند بی بی نے سب سے پہلے اس سے سوال کیا، کیا تم احمد نگر کے موجودہ قلعہ دار انصار خان کو قتل کر سکتے ہو۔

محب اللہ کے بیٹے محمد خان نے جب قلعہ دار انصار خان کو قتل کرنے کی حامی بھرلی تو چاند بی بی بڑی خوش ہوئی چنانچہ چاند بی بی کے کہنے پر محمد خان اس روز بڑی بہادری اور جرأت مندی کے ساتھ حرکت میں آیا اور اچانک انصار خان پر حملہ آور ہوا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا چاند بی بی کیونکہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام کے حق میں تھی اسے احمد نگر کا بادشاہ بنانا چاہتی تھی اب میاں منجوں جو احمد نگر کا کرتا دھرتا تھا وہ تو احمد نگر میں تھا ہی نہیں اس کے قلعہ دار انصار خان کا چاند بی بی نے خاتمہ کرا دیا لہٰذا ان حالات میں چاند بی بی نے بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام کے غائبانہ خطبہ پڑھوا دیا۔

☆☆......☆......☆☆

aiourdubooks.net

اسی دوران 1004 ہجری جمادی الآخر کے مہینے کی تئیس تاریخ کو شہزادہ مراد ایک زبردست لشکر کو لے کر احمد نگر پہنچا شہر میں داخل ہوا نماز گاہ کے قریب اس نے اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا اب صورت حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ میاں منجوں احمد نگر سے باہر تھا احمد نگر شہر پر شہزادہ مراد کا قبضہ تھا اور احمد نگر کے قلعے پر چاند بی بی قابض تھی اس موقع پر شہزادہ مراد کے کچھ لشکری قلعے کا جائزہ لینے کے لئے قلعے کے قریب گئے تو چاند بی بی کے حکم پر اہل قلعہ نے چند توپیں سر کر کے گولے شہزادہ مراد کے لشکریوں کی طرف داغ دیئے جس سے وہ لشکری پیچھے ہٹ گئے تاہم شہزادہ مراد نے باغ ہشت بہشت میں قیام کیا اپنے لشکری کے ایک حصے کو اس نے رات بھر جاگتے ہوئے چوکنا رہنے کا حکم دیا تا کہ قلعے سے نکل کر کوئی مسلح گروہ اس پر شب خون مار کر اسے نقصان نہ پہنچائے۔

اگلے روز شہزادہ مراد نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اہل شہر کے ضرورت مندوں میں کچھ سامان تقسیم کیا اور ان کی خوب دلجوئی کی ساتھ ہی ان کے جان و مال کی حفاظت کا وعدہ بھی کیا اس طرح وہاں کے لوگ اب پورا پورا بھروسہ مراد

aiourdubooks.net

پر کرنے لگے تھے دوسرے روز شہزادہ مراد اپنے سالاروں میں سے شاہ رخ خان، شہباز خان، محمد صادق، سید مرتضٰی سبزواری اور راجہ علی خان وغیرہ کے ساتھ حرکت میں آیا اور قلعے کا جائزہ لیتے ہوئے اس کا محاصرہ کرلیا۔

اس موقع پر حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک مغل سالار شہباز خان نے شہر کے کچھ حصوں میں لوٹ مار کرنے کی کوشش کی شہزادہ مراد کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے شہباز خان کو بہت برا بھلا کہا اور اسے تنبیہ کی کہ آئندہ شہر کے اندر اس قسم کی کوئی واردات نہ ہو اور ساتھ ہی اہل شہر کو اطمینان دلانے کے لئے لوٹ مار کرنے والوں کی ایک جماعت کو مراد نے تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ احمد نگر کے حالات کیونکہ اب ابتر تھے ایک طرف میاں منجوں لشکر جمع کر رہا تھا دوسری طرف چاند بی بی اپنی پوری قوت کے ساتھ قلعے کے اندر محصور تھی تیسری طرف مراد لشکر لے آیا تھا اور ایسا اس نے احمد نگر کے لوگوں کی دعوت پر ہی کیا تھا اب تین طاقتیں متحرک تھیں لوگ خوفزدہ تھے کہ یہ ٹکراؤ ضرور ہوگا لہٰذا جانوں کا نقصان ہوگا اس بناء پر کچھ لوگ جو طاقت اور ذرائع رکھتے تھے احمد نگر چھوڑ کر محفوظ علاقوں کی طرف جانے لگے۔

اب احمد نگر میں چار گروہ کام کر رہے تھے ایک گروہ میاں منجوں کا تھا جس نے احمد شاہ کو بادشاہ بنا رکھا تھا دوسرا اخلاص خان کا جنہوں نے موتی نام کے شخص کو بادشاہ قرار دے رکھا تھا تیسرا گروہ حبشیوں کا تھا جس کا سربراہ آہنگ خان تھا اور انہوں نے نظام شاہی خاندان کے ایک سترہ سالہ لڑکے شاہ علی بن برہان شاہ کو بادشاہ تسلیم کر رکھا تھا چوتھا گروہ چاند بی بی کا تھا جو

aiourdubooks.net

بہادر شاہ کے حق میں تھی۔

اس موقع پر میاں منجوں نے تیز رفتار قاصد عادل شاہ کی طرف بیجا پور بھجوائے اور شہزادہ مراد کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ دوسری طرف چاند بی بی نے بھی اپنے قاصد بیجا پور ابراہیم عادل شاہ کی طرف بھجوائے اور اس نے بھی ابراہیم سے مدد طلب کی۔

اب چاند بی بی نے ایک اور کام کیا اس نے حبشیوں کے سربراہ آہنگ خان سے رابطہ قائم کیا جو اس وقت آٹھ ہزار کے ایک لشکر کے ساتھ احمد نگر سے باہر تھا چاند بی بی نے اسے اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے یہ پیغام دیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح مغل لشکر سے بچتا بچاتا احمد نگر کے قلعے میں اس کے پاس پہنچ جائے چنانچہ آہنگ خان مان گیا اور آٹھ ہزار کے ایک لشکر کو لے کر وہ احمد نگر کی طرف ہو لیا۔

اس موقع پر اخلاص خان نے بھی فائدہ اٹھانا چاہا وہ بھی اس وقت اپنے حمایتیوں کے ساتھ احمد نگر سے باہر تھا اس نے بھی دولت آباد سے دس ہزار سواروں پر ایک شاندار لشکر جمع کر لیا اور ارادہ کیا کہ وہ شہزادہ مراد پر حملہ آور ہو کر اسے مار بھگائے گا چنانچہ دس ہزار کے لشکر کے ساتھ اخلاص خان حرکت میں آیا آگے بڑھا شہزادہ مراد نے اپنے ایک سالار دولت خان کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ اخلاص خان کا مقابلہ کرنے کے لئے بھجوایا اخلاص خان کی بدقسمتی کہ پانچ ہزار مغلوں نے دس ہزار کے اس کے لشکر کو بدترین شکست دی ان میں سے اکثر کو موت کے گھاٹ اتار دیا باقی شکست اٹھا کر بھاگ گئے۔

aiourdubooks.net

اس موقع پر چاند بی بی نے ایک اور قدم اٹھایا اس نے تیز رفتار قاصد گولکنڈہ کی طرف بھجوائے اور وہاں کی قطب شاہی حکومت سے بھی مدد طلب کر لی اس لئے کہ وہاں چاند بی بی کی بہن بیاہی ہوئی تھی قطب شاہی اس کے رشتہ دار تھے اب ایک طرح سے شہزادہ مراد کے خلاف چاند بی بی نے بیجاپور کے علاوہ گولکنڈہ سے بھی مدد طلب کر لی تھی اس موقع پر بیجاپور کے حکمران ابراہیم عادل شاہ نے احمد نگر کے امراء کی طرف پیغام بھجوایا۔

اس وقت یہی بہتر ہے کہ تم لوگ آپس کے اختلافات کو مٹا کر متفقہ طور پر دشمن کا مقابلہ کرو اس کے بعد جو شخص حکومت کے قابل ہوگا زمام اقتدار اس کے ہاتھ میں دے دی جائے گی چنانچہ احمد نگر کے امراء نے ابراہیم عادل شاہ کے پیغام کو معقول سمجھا اور باہمی اختلافات کو ختم کر کے متحد ہو کر مقابلہ کرنے کا تہیہ کر لیا ساتھ ہی ابراہیم عادل شاہ نے اپنے ایک سالار سہیل خان خواجہ سرا کی کمانداری میں ایک لشکر شہزادہ امراء کے خلاف احمد نگر کی مدد کے لئے روانہ کر دیا ابراہیم عادل شاہ کے کہنے پر احمد نگر کے امراء نے آپس میں اتفاق کر لیا چنانچہ اس وقت جو لشکر میاں منجوں کے پاس تھا اس کے ساتھ وہ ابراہیم عادل شاہ کے سالار سہیل خواجہ سے جا ملا اب بیجاپور سے تو ایک لشکر چاند بی بی کی مدد کے لئے آ گیا تھا اسی دوران گولکنڈہ کے حاکم محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے بھی ایک لشکر چاند بی بی کی مدد کے لئے پہنچ گیا اور اس لشکر کی کمانداری مہدی قلی کر رہا تھا اس لشکر کی تعداد بھی لگ بھگ چھ ہزار کے قریب تھی۔ اس طرح اس متحدہ لشکر کے ساتھ ابراہیم عادل شاہ کا سالار سہیل خان

aiourdubooks.net

احمد نگر کے قریب خیمہ زن ہوا۔

شہزادہ مراد کو بھی احمد نگر کے سارے حکمرانوں کے جمع ہونے اور اتفاق کرنے کی خبر مل گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے سالاروں سے مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ قلعے کی فصیل کے نیچے نقبیں کھودنے اور حصار کی دیوار کو مسمار کرنے کی کوشش کی جائے اس طرح قلعے کو فتح کیا جا سکتا ہے۔

شہزادے کو یہ رائے بہت پسند آئی اس نے کام کو پورا کرنے کا حکم دیا چنانچہ مغلوں نے بڑی احتیاط اور کمال ہنر مندی کے ساتھ نقبیں کھودیں اور پانچ نقبیں کھود کر اور انہیں تیار کر کے رجب کی پہلی تاریخ کو ان نقبوں کو بارود سے بھر کر رکھ دیا۔

چنانچہ مغلوں نے نماز جمعہ کے بعد ان نقبوں کو آگ لگا دینے اور دشمن کو نذر آتش کر دینے کا ارادہ کیا مغلوں کا سالار محمد خان شیرازی اس موقع پر حرکت میں آیا اس نے شہزادہ مراد اور مغلوں کے لشکر سے غداری کی اور خفیہ طور پر اہل قلعہ کو اطلاع کر دی کہ مغلوں نے پانچ نقبیں لگا کر انہیں تباہ و برباد کرنے کے لئے ان کے اندر بارود بھر دیا ہے۔

اہل قلعہ نے شیرازی کا شکریہ ادا کیا اور جہاں جہاں محمد خان شیرازی نے نشاندہی کی تھی چاند بی بی کے حکم پر وہاں زمین کھودنے اور نقبوں کو بے کار کرنے میں مصروف ہو گئے چنانچہ جمعہ کی نماز کے وقت تک دو نقبوں کا سراغ لگا لیا گیا اور ان کے اندر سے سارا بارود نکال دیا گیا اس کے بعد دوسری نقبوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

aiourdubooks.net

جمعہ کی نماز کے بعد مغلوں نے قلعے کا محاصرہ کرلیا انہیں امید تھی کہ جونہی نقبوں میں آگ لگے گی قلعے کی دیوار میں شگاف ہوگا اور اس وقت وہ حملہ آور ہوجائیں گے چنانچہ مراد کے حکم سے تمام سالار جنگ کے لئے تیار ہوکر قلعے کے قریب آگئے۔

شہزادہ مراد نے نقبوں کو آگ لگانے کا حکم دیا اسی وقت قلعے کے لوگ ایک اور نقب کو تلاش کر کے اس میں سے بارود نکال رہے تھے اس دوران مغلوں نے اس نقب کو آگ لگادی قلعے کی دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اڑنے لگی تقریباً پچاس گز دیوار ٹوٹ گئی اور وہ تمام لوگ جو نقب کے قریب کام کر رہے پتھروں اور مٹی کے نیچے آکر ہلاک ہوگئے۔ چاروں طرف ایک کہرام برپا ہوگیا اس صورت حال نے چاند بی بی اور اس کے سالاروں کو حواس باختہ کردیا تھا۔

قلعے کی دیوار گرنے کے باوجود چاند بی بی نے حوصلہ نہ ہارا اسے جب اس واقعے کی اطلاع دی گئی تو جرات مندانہ اور باحوصلہ چاند بی بی خود مسلح ہوکر پردے سے باہر آگئی گھوڑے پر سوار ہوکر اس جگہ جا پہنچی جہاں دیوار میں شگاف ہوا تھا اس وقت احمد نگر کے سالاروں میں سے مرتضٰی خان، آہنگ خان اور شمشیر خان وغیرہ وہاں موجود تھے۔

دوسری طرف شہزادہ مراد اور اس کے سالار اس انتظار میں تھے کہ دوسری نقبوں کو بھی آگ لگے وہ بھی پھٹیں دیوار گرے اور وہ اپنے کام کی ابتداء کریں اسی دوران چاند بی بی نے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھایا اس نے توپوں،

aiourdubooks.net

بندوقوں، آتش بازی سے مغلوں کے لشکر پر حملہ آور ہونے کا حکم دے دیا چنانچہ چاند بی بی کے حکم پر اہل قلعہ نے مغلوں پر آگ کی بارش کرنی شروع کر دی ساتھ ہی ساتھ چاند بی بی کے حکم پر دیوار کا وہ حصہ جو گرا تھا اس کی مرمت کا کام بھی بڑی تیزی سے شروع کر دیا گیا تھا نماز جمعہ کے بعد شام تک گھمسان کا رن پڑا اور چاند بی بی نے بہترین کمانداری کرتے ہوئے مغلوں کو اس شگاف سے قلعے میں داخل نہ ہونے دیا یہاں تک کہ رات پڑ گئی مغل اپنے پڑاؤ کی طرف چلے گئے اب حالت یہ تھی کہ مغلوں کے لشکر کا ہر چھوٹا بڑا چاند بی بی کی تعریف کرنے لگا سب اس کی شجاعت اور دلیری کے قائل ہو گئے ہر شخص اس کی بلند ہمتی کی توصیف کرنے لگا اور اس روز سے چاند بی بی کو چاند سلطانہ کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

رات ہوئی تو چاند بی بی نے حسب سابق گھوڑے پر سوار ہو کر ماہر اور مستعد کاریگروں اور معماروں کو حکم دیا کہ وہ حصار کی دیوار کے شگاف کو دو یا تین گز کے قریب پر کر دیں اس کام سے فراغت حاصل کرنے کے بعد قلعے کے انتظامات میں لگ گئی۔

اب مغلوں کی حالت ابتر ہونے لگی ان کے لشکر میں جانوروں کے لئے جہاں چارہ بالکل ختم ہو گیا وہاں ضروریات کی دوسری اشیاء کا بھی قحط پڑنے لگا ساتھ ہی انہیں یہ بھی خبریں ملیں کہ بیجاپور کا سالار سہیل خان ایک بہت بڑا متحدہ لشکر لے کر ان سے ٹکرانے کے لئے آ رہا ہے ان حالات میں صلح صفائی کی گفتگو ہونے لگی۔ چنانچہ ان حالات میں شہزادہ مراد کی طرف سے ایک شخص

aiourdubooks.net

سید مرتضیٰ کو جو نظام شاہی بارگاہ کا بہت پرانا نمک خوار تھا متعین کیا گیا اور صلح کی گفتگو کا ارادہ ظاہر کیا چاند بی بی نے جب دشمن کی خستہ حالی اور پریشانی کا اندازہ کیا تو اس نے پہلے تو انکار کر دیا لیکن آخر اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ موجودہ حالات میں جنگ کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اگر مغلوں کو کہیں نہ کہیں سے چارہ یا خوراک مل گئی تو پھر احمد نگر کے لئے بدبختیوں کی ابتداء ہو جائے گی چنانچہ چاند بی بی نے مغلوں سے صلح کر لی اس صلح کے لئے مغلوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ چاند بی بی برار کا علاقہ مغلوں کو دے دے چاند بی بی نے اسے تسلیم کر لیا۔

اس صلح کے بعد شہزادہ مراد اپنے پورے لشکر کو لے کر احمد نگر سے ہٹ گیا۔ دولت آباد پہنچا وہاں سے کوتل چتوڑ کے راستے وہ برار کی طرف چلا گیا اس کے جانے کے دو تین روز کے بعد بیجاپور کے لشکر کا سالار سہیل خان گولکنڈہ کے حکمران کا سالار محمد قلی خان سلطان میاں منجوں اور دیگر سالار بھی متحدہ لشکر لے کر احمد نگر پہنچ گئے اور میاں منجوں نے اپنی ہٹ دھرمی کو قائم رکھتے ہوئے حسب سابق احمد شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔

اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے چاند بی بیؒ کے طرف دار سالار آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعے سے باہر نکال دیا اور میاں منجوں کو قلعے میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی اس کے بعد آہنگ خان نے چاند بی بی کی خواہش کے مطابق بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کو اسیری کی حالت سے نکالا اسے احمد نگر منگوایا اور اسے احمد نگر کا حکمران بنا کر اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا۔

aiourdubooks.net

اس موقع پر میاں منجوں کوئی بڑا قدم اٹھانا چاہتا تھا کہ ایک قاصد بیجا نگر کے حکمران ابراہیم عادل شاہ کی طرف سے پہنچا اور اس نے میاں منجوں کو یہ پیغام دیا۔

اس فتنہ انگیز زمانے میں جنگ وجدال کا ارادہ کرنا ملک کی تباہی کا راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے تم سب معاملات کو فی الحال اٹھا رکھو اور جلد از جلد میرے سالار سہیل خان کے ساتھ بیجا نگر پہنچو تا کہ باہمی غور وفکر اور تحقیق کے حل کے بعد کوئی قدم اٹھایا جائے۔

میاں منجوں دانش مند امیر تھا اس نے عادل شاہی حکم کی تعمیل کی اور بیجا پور چلا گیا۔ دوسری طرف بیجا پور کے حکمران ابراہیم عادل کو اس امر کا یقین ہو گیا تھا کہ احمد شاہ نظام شاہی نسل سے نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے احمد شاہ کو اپنے امراء کے گروہ میں شامل کر کے اسے ایک علاقے کا جاگیردار مقرر کر دیا اس طرح میاں منجوں اور اس کے بیٹے میاں حسین کو بھی اپنے امیروں کی صف میں شامل کر کے انہیں بھی جاگیروں سے نوازا۔ اس طرح میاں منجوں اور احمد شاہ کا فتنہ دب گیا۔

چاند بی بی کی جرأت مندی اور اس کی کوششوں سے بہادر شاہ احمد نگر کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اس کا دایہ زاد محمد خان پیشوائی کے منصب پر فائز ہوا اس محمد خان نے آہستہ آہستہ سارے عہدوں پر اپنے رشتہ داروں کو مقرر کرنا شروع کر دیا اور طاقت وقوت پکڑتے ہوئے اس نے چاند بی بی کے سالاروں میں سے آہنگ خان اور شمشیر خان جیسے نامی گرامی امراء کو نظر بند کر دیا دوسرے

aiourdubooks.net

سالاروں اور امراء نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے
چاند بی بی یہ حالت دیکھ کر بڑی پریشان ہوئی اس نے عادل شاہ سے محمد خان کے
خلاف مدد طلب کی اور اسے پیغام دیا۔

اس پر آشوب زمانے میں جبکہ ایک طاقتور دشمن ہماری تباہی اور بربادی
کے لئے مستعد ہے ہمارے ملک کے امراء عاقبت نا اندیشی کا ثبوت دے رہے
ہیں اور ہر لحہ ایک نیا ہنگامہ پیدا کر رہے ہیں، اگر آپ نے اس طرف توجہ فرما کر
ان امراء کی سرزنش نہ کی تو ملک کا باقی حصہ بھی مغلوں کے قبضے میں چلا جائے گا
چنانچہ چاند بی بی کی مدد کے لئے ابراہیم نظام شاہ نے اپنے سالار سہیل خان کو
ایک لشکر دے کر روانہ کیا۔

یہ لشکر محمد خان پر حملہ آور ہوا محمد خان کو گرفتار کر کے چاند بی بی کی خدمت
میں پیش کیا گیا چاند بی بی نے آہنگ خان کو پیشوائی کے منصب پر مقرر کیا اور
ابراہیم شاہ کے سالار سہیل خان کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے واپس جانے کی
اجازت دے دی۔

واپس جاتے ہوئے سہیل خان کو پتہ چلا کہ مغلوں اور چاند بی بی کے
درمیان صلح اس بات پر ہوئی تھی کہ برابر کا علاقہ مغلوں کے حوالے کیا جائے گا
لیکن مغلوں نے برابر کے ساتھ ساتھ اس سے ملحقہ پاتری کا علاقہ بھی اپنے
قبضے میں کر لیا ہے اس نے اس معاملے کی اطلاع چاند بی بی کو دی چنانچہ چاند
بی بی نے اپنے قاصد بیجاپور ابراہیم نظام شاہ کے پاس بھجوائے اور اس سے
التماس کی کہ وہ پاتری کے علاقے سے مغلوں کو نکالنے میں اس کی مدد کرے

aiourdubooks.net

چنانچہ ابراہیم عادل شاہ نے سہیل خان کو مغلوں سے معرکہ آرائی کرنے کے لئے مقرر کیا ساتھ ہی چاند بی بی ہی کی درخواست پر گولکنڈہ کے حکمران کی طرف سے بھی مہدی قلی سلطان کی کمانداری میں ایک لشکر پہنچ گیا ان دونوں لشکریوں کی مدد کے لئے چاند بی بی نے احمد سے ہی ساٹھ ہزار سواروں پر مشتمل ایک جرار لشکر مغلوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پاتری کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

جس وقت مغلوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تین بہت بڑے لشکر جمع ہو رہے تھے جن میں سے ایک لشکر بیجانگر کا دوسرا گولکنڈہ کا تیسرا احمد نگر کا اس وقت شہزادہ مراد کے ماتحت مغلوں کے لشکر پہ سالار خان خاناں جالنہ کے مقام پر لشکر کے ایک حصے کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا جبکہ خود شہزادہ مراد لشکر کے دوسرے حصے کے ساتھ شاہ پور کے مقام پر قیام کئے ہوئے تھا ان حالات میں خان خاناں نے شہزادہ مراد کو تو شاہ پور ہی میں رہنے کے لئے کہا اس نے ارادہ کیا کہ وہ اکیلا ہی تینوں متحدہ قوتوں سے ٹکرائے گا اور انہیں مار بھگائے گا۔ چنانچہ بیس ہزار سواروں کے ساتھ وہ مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھا دوسری طرف حالت یہ تھی کہ متحدہ لشکر میں صرف ساٹھ ہزار سوار تو چاند بی بی ہی کے تھے جبکہ سہیل خان اور مہدی قلی خان کے لشکر بھی اتنے ہی تھے اس قدر لشکر جس کی تعداد لاکھوں پر تھی اس کا مقابلہ بیس ہزار سواروں کے ساتھ کرنا خان خاناں کی غلطی تھی۔

ٹکراؤ شروع ہوا تو حیرت کی بات یہ کہ خان خاناں نے بیس ہزار لشکر کے

aiourdubooks.net

ساتھ اپنے پہلے ہی حملے میں گولکنڈہ اور چاند بی بی کے لشکر پر ضرب لگا کر انہیں فرار ہونے پر مجبور کر دیا اس موقع پر سہیل خان جو بیجاپور کا سالار تھا وہ حرکت میں آیا اس نے دوسری سمت سے شجاعت کا ناقابل فراموش مظاہرہ کرتے ہوئے مغلوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں خان خاناں کو شکست ہوئی لیکن جواب میں خان خاناں نے بھی جرأت مندی کا مظاہرہ کیا پسپا ہو کر وہ مناسب جگہ اپنے لشکر کے ساتھ ہو بیٹھا۔

پھر خم ٹھونک کر سہیل خان کے مقابل آیا دونوں میں خوفناک ٹکراؤ ہوا جس کے نتیجے میں خان خاناں نے بیجاپور کے سالار سہیل خان کو بدترین شکست دی اور سہیل خان شکست اٹھا کر قلعہ شاہ درک بھاگ گیا جبکہ گولکنڈہ اور نظام شاہی لشکر پہلے ہی خان خاناں کے ہاتھوں شکست اٹھا کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف بھاگ چکے تھے۔

ان حالات میں مراد خان نے خان خاناں کو مشورہ دیا کہ ہمیں آگے بڑھ کر احمد نگر پر قبضہ کر لینا چاہئے لیکن خان خاناں کا خیال تھا کہ پہلے برار کے علاقے کو مستحکم کرنا چاہئے پھر آگے بڑھنا چاہئے مراد اور خان خاناں کے ان اختلافات کی وجہ سے اکبر نے خان خاناں کو واپس بلا لیا اور اس کی جگہ شیخ ابو الفضل کو دکن کی طرف روانہ کیا۔

اسی دوران چاند بی بی اور اس کے سالار آہنگ خان کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو گیا آہنگ خان چاند بی بی کو ایک طرف کر کے احمد نگر کے بادشاہ بہادر شاہ کو اپنے قبضے میں کر کے سارے اختیارات اپنی مٹھی میں رکھنا چاہتا تھا

aiourdubooks.net

چنانچہ چاند بی بی نے اسے حکم دیا کہ وہ قلعے میں داخل نہ ہوا کرے۔ قلعے سے باہر رہ کر اپنی دیوان داری کے فرائض انجام دیا کرے چند روز تک تو آہنگ خان نے چاند بی بی کے اس حکم کی تعمیل کی لیکن بعد میں وہ سرکشی پر اتر آیا اور قلعے کا محاصرہ کرلیا اس کے اور چاند بی بی کے درمیان ٹکراؤ شروع ہوگیا۔

ان حالات کی خبر جب بیجا پور کے حکمران ابراہیم عادل شاہ کو ہوئی تو اس نے چاند بی بی اور آہنگ خان کے درمیان اختلافات کو ختم کرانے کی کوشش کی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا روز بروز آہنگ خان کی قوت میں اضافہ ہوتا گیا اسی دوران خان خاناں اور شہزادہ مراد کے درمیان اختلافات کی وجہ سے اکبر نے خان خاناں کو واپس بلالیا آہنگ خان خاناں سے ڈرتا تھا اس لئے کہ وہ جنگ کا وسیع تجربہ رکھتا تھا خان خاناں کے جانے کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ جنیر کے مضبوط اور مستحکم قلعے پر قبضہ کرے وہاں اپنی قوت جمع کرنے کے بعد چاند بی بی پر ضرب لگائے گا اور احمد نگر پر قبضہ کرے گا چنانچہ احمد نگر سے نکل کر جنیر کے قلعے کی طرف روانہ ہوا اس قلعے میں اس وقت خان خاناں کے بعد ایک چھوٹا مغل سالار شیر خواجہ تھا وہ آہنگ خان کا مقابلہ نہ کرسکا اور آہنگ خان نے آگے بڑھ کر جنیر کے قلعے پر قبضہ کرلیا۔

اسی دوران دکن میں اکبر کے بیٹے شہزادہ مراد کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد اکبر نے شیخ ابوالفضل کو واپس بلالیا اور اس کی جگہ دوبارہ خان خاناں کو روانہ کیا اور اس کے ساتھ اپنے دوسرے بیٹے دانیال کو دکن کے حالات درست کرنے کے لئے روانہ کیا۔

aiourdubooks.net

ایسا کرنے کے بعد خود اکبر بھی خان خاناں اور اپنے بیٹے دانیال کے پیچھے پیچھے ایک لشکر لے کر دکن کی طرف کوچ کر گیا تھا۔

خان خاناں اور دانیال نے آگے بڑھ کر احمد نگر کا محاصرہ کر لیا اور ان کے پیچھے پیچھے اکبر بھی ادھر ہی کا رخ کر رہا تھا ان حالات کی خبر جب چاند بی بی کو ہوئی تو اس نے اپنے ایک سالار حبتہ خان خواجہ سرا کو بلایا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگی۔

آہنگ خان اور دوسرے امیروں کی سرکشی اور ہنگامہ خیزی کا یہ نتیجہ ہے کہ دانیال اور خان خاناں نے احمد نگر کا محاصرہ کر لیا ہے اور ان کے پیچھے پیچھے شہنشاہ اکبر بذات خود دکن کی طرف آ رہا ہے ظاہر ہے اب ہمارا قلعہ چند دنوں میں فتح ہو جائے گا۔

اس پر حبتہ خان نے چاند بی بی کو مخاطب کر کے کہا۔

اب تک جو کچھ ہوا اس کا غم کرنا بیکار ہے اس وقت کیا کیا جائے آپ جو چاہیں گی اسی پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ چاند بی بی نے کہا میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ قلعہ فوراً شہزادہ دانیال کے سپرد کر کے اپنی عزت اور جان کو بچانا چاہئے اس کے بعد جیر کے قلعے کی راہ لینی چاہئے اور وہاں پہنچ کر حالات کا انتظار کرنا چاہئے۔

چاند بی بی کی زبان سے یہ کلمات سن کر حبتہ خان زور شور سے شور کرنے لگا سب لوگوں کو آواز دے کر کہنے لگا۔

چاند بی بی نے اکبری امراء سے ساز باز کر کے قلعہ شہزادہ دانیال کے

aiourdubooks.net

حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا۔

چاند بی بی کا یہ فیصلہ سن کر لوگ بہت ناراض ہوئے اور بغیر کچھ سوچے سمجھے مسلح ہو کر حرم سرا میں داخل ہوئے اور انہوں نے چاند بی بی پر حملہ آور ہو کر بڑی بے رحمی سے اسے قتل کر دیا۔

اتنی دیر تک شہزادہ دنیال اور خان خاناں احمد نگر پر حملہ آور ہوئے۔ قلعے کو انہوں نے فتح کر لیا احمد نگر کا حکمران بہادر شاہ کے علاوہ جو بھی ان کے سامنے آیا موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حیتہ خان جس کے کہنے پر چاند بی بی کو ہلاک کیا گیا تھا اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اتنی دیر تک اکبر بھی اپنے حصے کا لشکر لے کر برہان پور پہنچ چکا تھا چنانچہ احمد نگر پر مغلوں کا قبضہ ہو گیا اور احمد نگر کے بادشاہ بہادر شاہ کو گرفتار کر کے اکبر کے پاس برہان پور پہنچا دیا گیا۔ یوں احمد نگر اور اس کے ساتھ چاند بی بی کا انجام ہوا۔

☆☆......ختم شد......☆☆

aiourdubooks.net

WWW.AIOURDUBOOKS.COM

ضروری التماس!

معزز خواتین وحضرات!

www.aiourdubooks.net کو پسند کرنے کے لئے آپ سب کا بہت بہت شکریہ! ہماری ویب سائیٹ کا مقصد علم وادب کی ترقی وترویج ہے۔ جیسا کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ کتابیں پڑھنے کا شوق دن بدن کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔ اس امر کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے بنیادی وجہ کتابوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ہیں۔ ہمارا اولین مقصد عوام الناس کو اعلیٰ کتابیں اور وہ بھی مفت فراہم کرنا ہے۔ امید ہے آپ سب ہمارے اس عظیم مقصد کی تائید کرتے ہیں۔ ہم (www.aiourdubooks.net) آپ کو نیٹ کی وسیع دنیا سے ہر قسم کی کتابیں فراہم کرتے ہیں۔ ہم بلا معاوضہ آپ کی اور علم وادب کی یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم آپ سے درج ذیل باتوں کی توقع کرتے ہیں۔

۱۔ برائے مہربانی www.aiourdubooks.net کا نام اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ تاکہ اگر کسی وجہ سے سائیٹ گوگل میں نہ بھی ملے تو با آسانی ہماری سائیٹ تک پہنچ سکیں۔

۲۔ اگر کوئی کتاب پسند آئے تو اسے Share ضرور کریں تاکہ اور دوست احباب بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

۳۔ اس کے علاوہ آپ ہماری سائیٹ چھوڑنے سے پہلے شکریہ ادا کرتے جائیں تو ہم اس کے لئے شکرگزار ہوں گے۔

منجانب:۔

انتظامیہ:www.aiourdubooks.net

aiourdubooks.net

غوث الاعظمؒ کی زندگی کے معمولات، عبادتیں،
مشاہدے، تصانیف وکلام اور کرامات پر مبنی کتاب

مرتب
شہاب شیخ

غوث الاعظمؒ

حضرت غوث پاکؒ کی ساری زندگی مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپؒ نے جس ذوق وشوق سے علم حاصل کیا اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کسی مسلمان میں کس طرح کا ذوق وشوق حصول علم کے لیے ہونا چاہیے۔ آپؒ نے زندگی میں بہت سختیاں جھیلیں اور فاقہ کشی بھی کی، اس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں کس طرح حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے آپؒ نے ہمیشہ حقائق کی بات کی خوف خدا کے علاوہ کسی اور کے خوف کو دل میں جگہ نہیں دی۔ غرض آپؒ کی حیات مبارکہ ہر مسلمان کے لیے قابل تقلید ہے۔ آپؒ کے نقش پا پر چل کر کوئی بھی مسلمان دنیا و آخرت میں فلاح پا سکتا ہے۔

مجلد قیمت
-/75 روپے

اپنے قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں یا اپنے آرڈر کے مطابق بذریعہ وی پی منگوائیں

شمع بک ایجنسی
نوید اسکوائر اردو بازار کراچی
فون نمبر: 021-2773302

aiourdubooks.net

خواجہ غریب نوازؒ کی زندگی کے معمولات،
مشاہدے، کلام اور کرامات پر مبنی کتاب

خواجہ غریب نوازؒ

آپؒ اللہ کے بہت برگزیدہ بندے، بہت ہی کشف وکرامات کے مالک اور پہنچے ہوئے ولی ہیں۔ آپ کی آمد سے پہلے ہندوستان کے حالات بڑے دگرگوں تھے۔ اسلام کا کوئی نام لیوا نہیں تھا اور اگر کہیں مسلمانوں کا ذکر چل پڑتا تو ہندو نفرت، حقارت اور دشمنی سے مسلمانوں کی طرف دوڑ پڑتے تھے۔ اس وقت کا ہندوؤں کا مشہور راجہ رائے پتھورا جو کہ مسلمانوں کے لیے بہت ہی ظالم وسفاک تھا۔ اس دور میں ہندوستان میں آپ کی آمد اہل مسلمان کے لیے روشنی کی کرن ثابت ہوئی۔

مرتب —— شہاب شیخ

مجلد قیمت -/75 روپے

اپنے قریبی بکسٹال سے طلب فرمائیں یا اپنے آرڈر کے مطابق بذریعہ وی پی منگوائیں

شمع بک ایجنسی نوید اسکوائر اردو بازار کراچی

فون نمبر: 021-2773302

aiourdubooks.net

عشرہ مبشرہ کے برگزیدہ صحابہ کرامؓ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

☆ آپ کا اصل نام "عبدعمرو" تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے "عبدالرحمٰن" رکھا۔

☆ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف مدینہ ہجرت کر کے پہنچے تو ان کے پاس مال کی صورت میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اسلام کی برکت سے پورے مدینہ کے سب سے مال دار صحابی بنے۔ ان کے مال کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ انتقال کے وقت چار بیوہ چھوڑی تھیں۔ ان چاروں کے نان نفقہ میں ایک کروڑ کا مال حصہ میں آیا تھا۔ سونے کی اینٹیں کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئی تھیں۔

☆ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بہت رویا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تھی جس کا ترجمہ ہے کہ "مال دار، غریب سے پانچ سو سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔"

☆ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف وہ صحابی ہیں جن کی آنکھوں کے سامنے دو ننھے بچوں نے دشمن رسولؐ (ابو جہل) کو اس دار فانی سے کوچ کرانے میں مدد کی تھی۔

اس کتاب میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے حالات زندگی کے بارے میں بہت سی معلومات اور ایمان افروز واقعات قلمبند کیے گئے ہیں جسے ہر مسلمان کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔

● چھپ کر تیار ہے، آج ہی طلب فرمائیں ● صفحات 96

قیمت ... روپے

شمع بک ایجنسی
نوید اسکوائر اردو بازار کراچی

Ph: 2773302

aiourdubooks.net

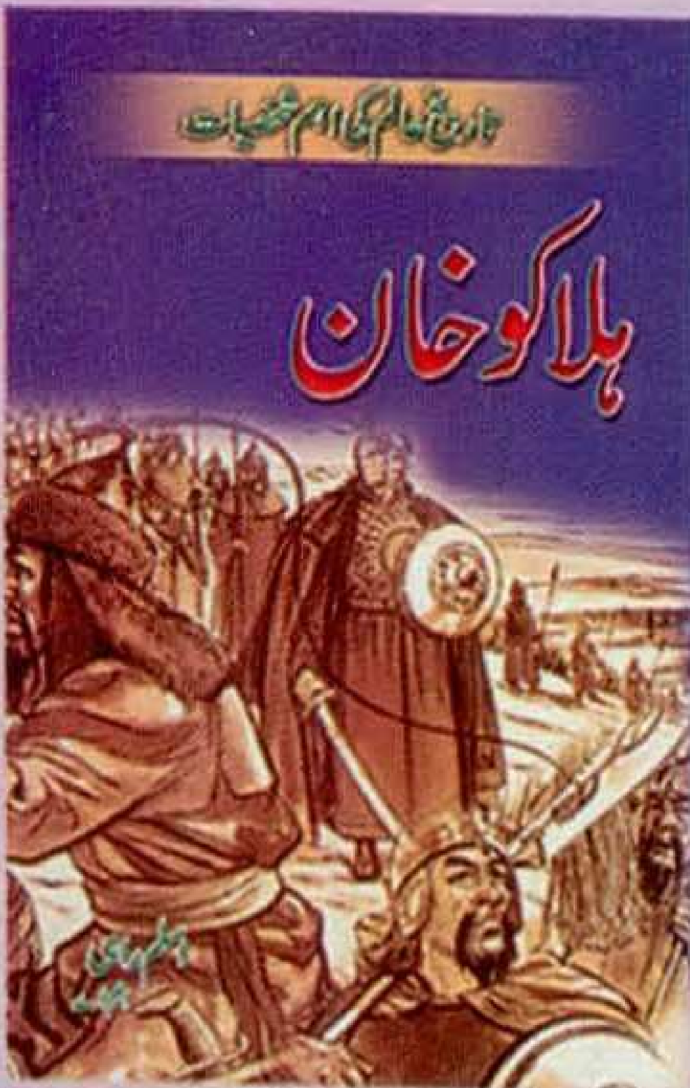

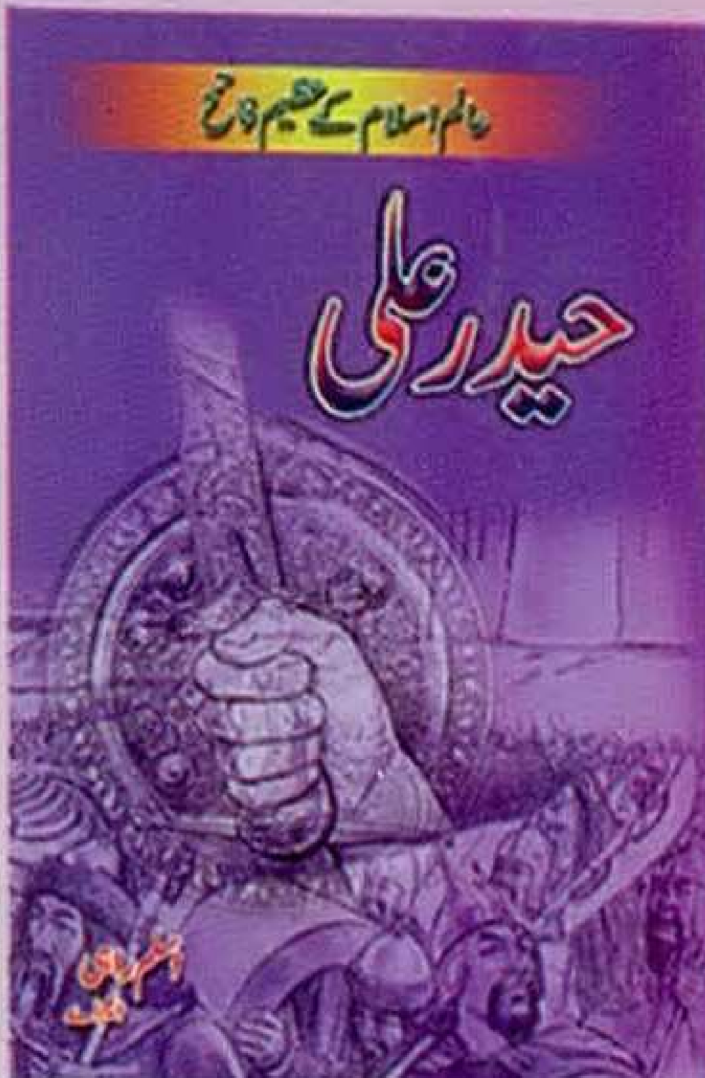

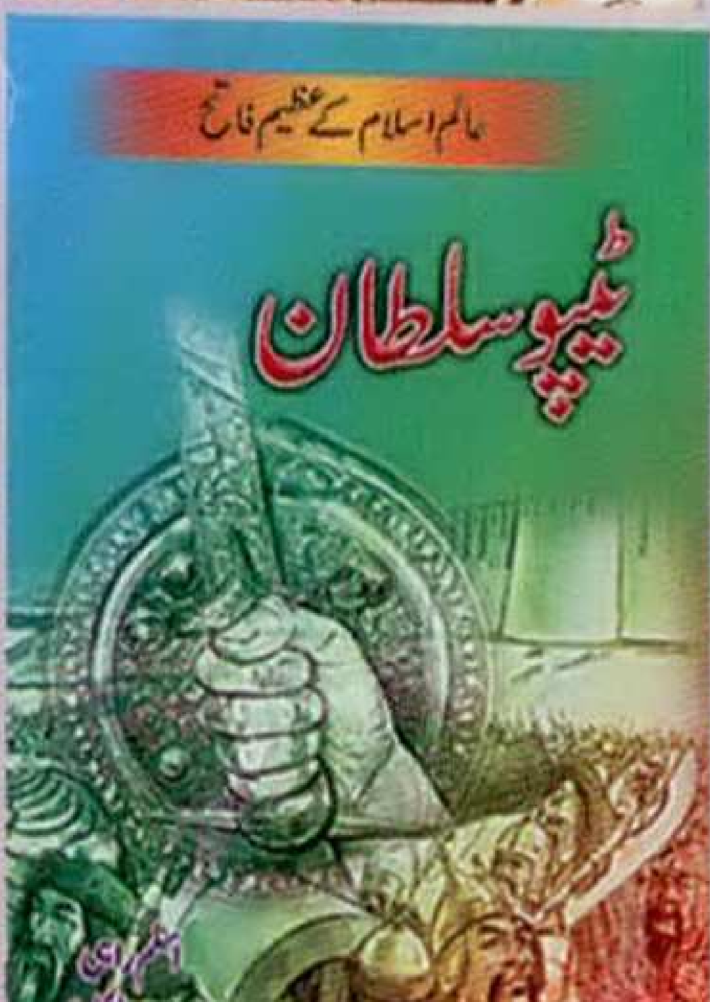

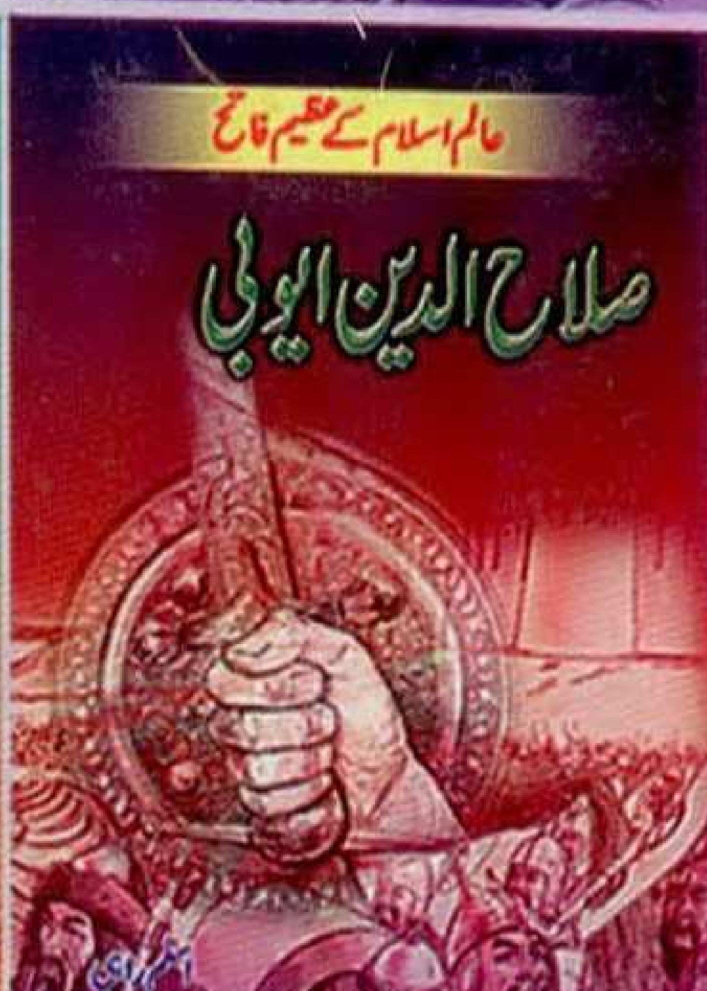

Ph:
2773302

شمع بک ایجنسی نیو اُردو بازار کراچی

aiourdubooks.net